ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

10 تا 16 ذوالقعدہ 1439ھ/ 24 تا 30 جولائی 2018ء

ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار

توبہ کی ضرورت، اہمیت اور شرائط

مطالعۂ کلامِ اقبال (79)

شریف فیملی کو سزائیں اور فتنۂ قادیانیت

ہم کو اس شہر میں تعمیر کا سودا ہے......

ایمان اور قرآن

ہم اپنے بچوں کے وقت کو کیسے قیمتی بنائیں؟

ایمان کی لذت

ہمارا مستقبل......؟

''میرے علم میں آپ کا مستقبل معلق ہے، اس سوال پر کہ آپ اس ہدایت کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں جو خدا کے رسول ﷺ کی معرفت آپ تک پہنچی ہے، جس کی نسبت سے آپ کو مسلمان کہا جاتا ہے اور جس کے تعلق سے آپ خواہ چاہیں یا نہ چاہیں بہرحال دنیا میں اسلام کے نمائندے قرار پاتے ہیں''۔

''اگر آپ اس کی صحیح پیروی کریں اور اپنے قول وعمل سے اس کی سچی شہادت دیں اور آپ کے اجتماعی کردار میں پورے اسلام کا ٹھیک ٹھیک مظاہرہ ہونے لگے تو آپ دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرخرو ہو کر رہیں گے۔ خوف اور حزن، ذلت اور مسکنت، مغلوبی اور محکومی کے سیاہ بادل جو آپ پر چھائے ہوئے ہیں، چند سال کے اندر چھٹ جائیں گے۔ آپ کی دعوتِ حق اور سیرتِ صالحہ دلوں کو اور دماغوں کو مسخر کرتی چلی جائے گی۔ انصاف کی اُمیدیں آپ سے وابستہ کی جائیں گی۔ بھروسا آپ کی امانت ودیانت پر کیا جائے گا۔ سند آپ کے قول کی لائی جائیں گی۔ بھلائی کی توقعات آپ سے باندھی جائیں گی۔ ائمہ کفر کی کوئی ساکھ آپ کے مقابلہ میں باقی نہ رہ جائے گی۔ ان کے فلسفے اور سیاسی و معاشی نظریے آپ کی سچائی اور راست روی کے مقابلے میں جھوٹے ثابت ہوں گے''۔

مولانا سید مودودیؒ

حضرت آدم علیہ السلام کی نافرمانی اور توبہ

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:120تا

فَوَسۡوَسَ اِلَیۡہِ الشَّیۡطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ ھَلۡ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡکٍ لَّا یَبۡلٰی ﴿۱۲۰﴾ فَاَکَلَا مِنۡھَا فَبَدَتۡ لَھُمَا سَوۡاٰتُھُمَا وَطَفِقَا یَخۡصِفٰنِ عَلَیۡھِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّۃِ ۫ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾ ۖ ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیۡہِ وَھَدٰی ﴿۱۲۲﴾

آیت ۱۲۰ ﴿فَوَسۡوَسَ اِلَیۡہِ الشَّیۡطٰنُ﴾ ''تو وسوسہ ڈالا اس کے ذہن میں شیطان نے۔''

﴿قَالَ یٰۤاٰدَمُ ھَلۡ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡکٍ لَّا یَبۡلٰی ﴿۱۲۰﴾﴾ ''اس نے کہا: اے آدمؑ! کیا میں بتاؤں تجھے ہمیشہ رہنے والے درخت اور ایسی بادشاہی کے بارے میں جو کبھی پرانی نہ ہو؟''

کہ اس درخت کا پھل کھانے کے بعد آپؑ کو دوام حاصل ہو جائے گا اور زندگی کے لیے کبھی فنا کا خدشہ نہیں ہوگا۔ گویا شیطان نے اپنی پہلی سازش کا جال انسان کی اسی کمزوری کو بنیاد بنا کر بُنا تھا جس کا ذکر سورۂ مریم کی آیت ۹۲ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ یہاں اہرام مصر کے حوالے سے درج ذیل الفاظ ایک دفعہ پھر سے ذہن میں تازہ کر لیجیے:

یعنی انسان وقت کے طوفانوں کو فتح کر لینا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ اس کی ہستی کو اس دنیا میں دوام اور تسلسل نصیب ہو۔ چنانچہ شیطان نے انسانِ اوّل کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر فانی زندگی اور ہمیشہ کی بادشاہی مل جانے کا جھانسہ دے کر اسے ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کر لیا۔

آیت ۱۲۱ ﴿فَاَکَلَا مِنۡھَا فَبَدَتۡ لَھُمَا سَوۡاٰتُھُمَا﴾ ''تو ان دونوں نے کھا لیا اس میں سے' تو ان پر واضح ہو گئیں ان کی شرمگاہیں''

چنانچہ حضرت آدم اور حضرت حوا (علیہما السلام) دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ اس پھل کے چکھتے ہی وہ دونوں بے لباس ہو گئے اور ان کی شرم گاہیں نظر آنے لگیں (اس مضمون کی تفصیل سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے)۔

﴿وَطَفِقَا یَخۡصِفٰنِ عَلَیۡھِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّۃِ ۫﴾ ''اور وہ لگے گانٹھنے اپنے اوپر جنت (کے درختوں) کے پتوں کو۔''

﴿وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ﴿۱۲۱﴾﴾ ''اور آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ بھٹک گیا۔''

آیت ۱۲۲ ﴿ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیۡہِ وَھَدٰی ﴿۱۲۲﴾﴾ ''پھر اس کے رب نے اسے پسند کر لیا' اس کی توبہ قبول فرمائی اور اسے ہدایت بخشی۔''

فرمان نبویؐ

تقویٰ اور حسن اخلاق

عَنۡ اَبِیۡ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِتَّقِ اللّٰہَ حَیۡثُمَا کُنۡتَ' وَاَتۡبِعِ السَّیِّئَۃَ الۡحَسَنَۃَ تَمۡحُھَا' وَخَالِقُ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) (سنن دارمی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو' اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھا کرو اور گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو' وہ نیکی اس گناہ کو مٹا ڈالے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو (اور جس حال میں ہو) اللہ کا تقویٰ اختیار کرے کہ اس طرح وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ شیطان کا وار اُس پر اثر نہیں کرے گا۔ اگر کہیں غفلت میں مبتلا ہو کر اُس سے گناہ کا صدور ہو ہی جائے تو فوراً نیکی کا کام کرے اس لئے کہ نیکیاں بہت سے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ معاشرتی زندگی میں بندۂ مومن کی بہترین صفت حسن اخلاق ہے' لہٰذا اکثر احادیث نبویؐ سے ہمیں اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

ہفت روزہ | لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 ذوالقعدہ 1439ھ جلد 27
24 تا 30 جولائی 2018ء شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار

انسانی تاریخ کو کھنگالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ہوس زر اور ہوس اقتدار شاید اس کی جبلت کا حصہ ہیں۔ اگرچہ پیغمبر اور اُن کے حوارین ہی نہیں اُن کے علاوہ بھی بہت سے اللہ کے ایسے بندے گزرے ہیں اور خال خال اب بھی ہوں گے، جنہوں نے زر اور اقتدار کو رتی بھر اہمیت نہ دی بلکہ زندگی بھر نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انہیں ان سے وحشت محسوس ہوتی تھی۔ اسی لیے ہم نے اسے انسانی جبلت قرار دیتے ہوئے ''شاید'' کا اضافہ کر کے مشکوک بنا دیا ہے۔ البتہ اس بارے میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے علاوہ باقی دنیا کو بحیثیت مجموعی یہ دو امراض لاحق تھے' لاحق ہیں اور شاید رہیں گے۔ البتہ آج یہ فرق واقعہ ہوگیا ہے کہ جہاں تک ہوس زر کا تعلق ہے اب دنیا نے اسے مرض یا برائی ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ آج جب سرمایہ دارانہ نظام کو دنیا بد قسمتی سے واحد قابل عمل نظام کے طور پر تسلیم کر چکی ہے۔ روس اور چین جیسے ممالک بھی اسی نظام کو اپنا چکے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ کان سیدھے سے نہیں الٹے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ یعنی اُنہوں نے بھی اسے قبول تو کیا ہوا ہے، لیکن وہ سرمایہ دارانہ نظام کا ٹھپہ خود پر لگانے کو تیار نہیں۔ گویا صورت حال کا منطقی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت کمانا اور سرمایہ اکٹھا کرنا جرم یا مرض اب نہیں سمجھا جاتا۔ یہ فرد یا گروہ کا قانونی حق سمجھ لیا گیا ہے۔ وہ شخص اور وہ ادارہ کامیاب کہلائے گا جو سرمائے میں سبقت لے جائے گا۔ اور دنیا میں ناکام وہ ہے جو سرمائے کے حوالے سے پیچھے رہ گیا ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ ایک غلط کام کو صحیح قرار دینے کے نتائج وہ کس انداز میں بھگت رہے ہیں اور مستقبل میں کتنا بھگتیں گے؟

جہاں تک ہوس اقتدار کا تعلق ہے اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امت مسلمہ کے علاوہ دوسری اقوام نے اس حوالہ سے خود کو Channelize کر لیا ہے اور قومی سطح پر کچھ اصول وضوابط کا خود کو پابند بنا لیا ہے۔ جس سے یورپ وغیرہ میں اقتدار کی وہ چھینا جھپٹی نظر نہیں آتی جو مسلمان ممالک میں نظر آتی ہے۔ وہاں اقتدار کی منتقلی اب بڑے سافٹ انداز میں مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے ہوتی ہے۔ ایوانِ اقتدار سے رخصت ہونے والا نئی مقتدر شخصیت کا اچھے انداز سے استقبال کرتا ہے اور حکومت کرنا اُس کا حق سمجھتا ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمان ان دونوں امراض یعنی ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار میں بُری طرح مبتلا ہیں' اِلا ماشاءاللہ۔

مسلمانوں کا ابتدائی دور سنہری ہی نہیں یقیناً بے مثل دور تھا، لیکن بعد میں کیا ہوا۔ محلاتی سازشیں ہو رہی ہیں، کوئی مغل شہزادہ اپنے باپ کو نظر بند کر رہا ہے۔ کہیں بھائی حصول اقتدار کے لیے بھائی کے خلاف صف آرا ہے۔ کہیں خلجی خاندان کا بھتیجا' چچا کو معانقہ کرنے کے بہانے اُس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیتا ہے۔ یہ تو کچھ زیادہ پرانی باتیں ہیں اور تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں جو ہم نے قارئین کے سامنے رکھی ہیں۔ گزشتہ یعنی بیسویں صدی میں جزیرہ نمائے عرب میں اقتدار کے لیے کیا کچھ نہ ہوا۔ انقلاب کے نام پر عراق، ایران، مصر، افغانستان، میں کتنی خونریزی ہوئی۔ ترکی میں عدنان مندریس کو پھانسی پر چڑھا دیا

گیا۔ آج شام میں ایک شخص اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے جس طرح بے رحمی سے خون کی ندیاں بہا رہا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ سقوطِ بغداد کے موقع پر بھی یہ کچھ نہ ہوا ہوگا۔ آج سعودی حکمران اقتدار کے تحفظ میں تمام دوسرے ناجائز حربے اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی شعائر، اپنی معاشرت اور اخلاقی اقدار سے بھی دستبردار ہو رہے ہیں۔ اب جگر تھام کر پڑھیں کہ پاکستان کی باری آئی ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار میں جس اندھے پن کا مظاہرہ ہم نے کیا ہے اور ان امراض میں جس طرح ہم مبتلا ہوئے ہیں شاید عالمِ اسلام میں بھی کوئی ہم پر سبقت نہ لے جاسکا ہو۔ واللہ اعلم

پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو بے سروسامانی کا عالم تھا۔ کراچی دارالحکومت بنا' کاغذ جوڑنے کے لیے پن دستیاب نہ تھی' دفتری ساحل سے کانٹے چن کر لاتے تھے' تاکہ کاغذ جوڑے جائیں۔ تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت ہوئی۔ ہندوستان سے مسلمان آ کر یہاں آباد ہوئے۔ مقامی لوگوں نے خوش دلی سے اُن کی آؤ بھگت کی۔ پہلے بجٹ کا حجم 5 کروڑ اسی لاکھ روپے تھا۔ شاید آج کسی بڑے گھرانے کا ذاتی سالانہ بجٹ اتنی مالیت کا ہو۔ غربت یقیناً تھی لیکن قوم کے چہرے پر اطمینان تھا اور عزم جھلک رہا تھا۔ آہ یہ کیفیت عارضی ثابت ہوئی۔ الاٹمنٹوں سے برائی کا آغاز ہوا۔ ٹرانسپورٹ پرمٹ سے بات آگے بڑھی اور بڑھتی چلی گئی۔ آج کرپشن کا سمندر کراچی کے سمندر کو مات دے رہا ہے۔ ہماری ایلیٹ کلاس میں ہوسِ زر اور ہوسِ اقتدار کا انضمام ہوگیا۔ اب اقتدار کا مقصد زر کمانا ہے اور زر کما کر پھر اقتدار حاصل کرنا ہے۔ غربت کی حالت میں جو پہلا بجٹ پیش کیا تھا، اُس میں خسارہ نہیں تھا۔ اپنی آمدن میں اخراجات کو سمیٹ لیا گیا، تھا لیکن 2018ء کے انتخابات سے پہلے وزیرِ خزانہ مفتاح اسماعیل نے جو بجٹ پیش کیا ہے اُس میں نہ تو سی پیک کا قرضہ شامل ہے، جسے دھوکہ سے سرمایہ کاری کہا جا رہا ہے، نہ وہ جرمانے شامل ہیں۔ جو ہمیں مختلف ممالک کو اپنی بدعہدیوں کی وجہ سے بالآخر ادا کرنا پڑیں گے جو اربوں ڈالر بنتے ہیں اور نہ پٹرول اور LNG سے متعلق اربوں ڈالر کے گردشی قرضے شامل ہیں۔ اُس کے باوجود قرضوں کے سود اور ڈیفنس کے اخراجات کے بعد بائیس کروڑ بدقسمت پاکستانیوں کے لیے کچھ نہیں بچتا۔

ملک پر اس وقت 95 ارب ڈالر کا غیر ملکی قرضہ ہے۔ ملکی قرضہ بھی اربوں میں ہے۔ لیکن اس زخمی نیم مردہ قوم کو مزید نوچنے کے لیے ہمارے سیاست دان کس طرح تڑپ رہے ہیں؟ اُس کا کچھ نظارہ کرنا ہو تو ملک میں چلتی ہوئی انتخابی مہم پر نگاہ ڈال لیجیے۔ الیکشن کمیشن نے بڑے بڑے بینرز اور فلیکس کو قانونی طور پر جرم قرار دیا تو منظور شدہ سائز کے ہوڈز سے سڑکیں اَٹ گئیں۔ یہاں تک بھی بات رہتی تو قابلِ قبول تھی کہ بہرحال امیدوار نے ووٹر سے اپنا تعارف کروانا تھا لیکن جو اشتہارات ٹی وی چینلز کو دیئے گئے، ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اتنی رقم سے پاکستان میں کئی ہسپتال اور سکولز بن سکتے ہیں۔ ایسے کارخانے قائم کیے جاسکتے تھے جس سے قوم کے نوجوانوں کو روزگار مل سکتا تھا۔ بے سہارا بیوگان کی مدد کی جاسکتی تھی۔ یتیموں کے سر پر دستِ شفقت رکھا جاسکتا تھا۔ اُنہیں تعلیم دی جاسکتی تھی۔ لیکن سرمائے نے سرمائے کو کھینچا، ان ارب پتی سیاست دانوں کی جیب سے کچھ سرمایہ کھسک کر ارب پتی میڈیا ہاؤسز کے مالکوں کی جیب میں چلا گیا۔ اب یہ سیاست دان اقتدار میں آئیں گے دُگنا چگنا بلکہ اس سے زیادہ وصول کریں گے اور ادا کون کرے گا وہ بے چارے عوام جس کی محبت میں یہ سیاست دان آج لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ 25 جولائی اس محبت کی Expiry date ہے۔ محبت ختم پھر 5 سال بعد محبت کے نئے شگوفے کھلیں گے۔

خود عوام کا معاملہ یہ ہے کہ اقتدار تو اُنہیں اپنی پہنچ سے بہت دور نظر آتا ہے۔ لہٰذا انگور کھٹے ہیں، لیکن ہوسِ زر ہماری رگوں اور آنتوں میں سرایت کر چکی ہے۔ اِلّا ماشاءاللہ

عوام امیر کبیر لوگوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں، لیکن خود یہ حیثیت حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ وہ بوجھ اٹھاتے ہیں جس کا جسم متحمل نہیں ہوتا۔ پوری قوت سے وہ حرکات وسکنات کرتے ہیں جس سے ہدف حاصل ہو سکے۔ شریعت کا تو اکثر کو علم ہی نہیں قانون اور اخلاق کو بھی وہ خاطر میں نہیں لاتے، دولت اکٹھی ہونا چاہیے جیسے تیسے بھی ہو۔

سوال یہ ہے کہ یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟ وہ نظام جو گل سڑ چکا ہے اور اُس میں پیدا شدہ تعفن سے دم گھٹ رہا ہے، اُس سے خیر کیسے برآمد ہوگی؟ وہ زمین بوس کیوں نہ ہوگا؟ کیا کبوتر کی طرح بلی کے سامنے آنکھیں بند کر لینے سے مصیبت ٹل جائے گی؟ کیا شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ دبا لینے سے طوفان ٹل جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں، ہمیں اس فرسودہ باطل نظام کے خلاف کمر کس لینا ہوگی۔ ہمارے ہی نہیں ہمارے بچوں کے مستقبل کا بھی سوال ہے۔ آخری اور حتمی بات یہ کہ ہماری دنیا کا ہی نہیں ہماری آخرت کا بھی سوال ہے۔ آیئے! حقیقی مسلمان بن جائیں۔ معاشرے کو حقیقی مسلمان بنالیں۔ ریاست کو اسلامی ریاست بنالیں۔ اگر اس کے سوا کوئی حل ہے تو بتائیں لیکن ایسا حل بتائیں جس سے قوم کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے۔ مغرب تو آخرت اور روحانیت سے لاتعلق ہو چکا ہے۔ اگر مغرب کی طرح ہم نے بھی صرف اپنی مادی آنکھ کھلی رکھی اور روحانی طور پر اندھے ہو گئے تو پھر چاہے ہم دنیا میں سونے کے پہاڑ کھڑے کر لیں، چاندی کے انبار لگالیں اور دودھ کی نہریں بہالیں، ہم خسارے ہی خسارے میں رہیں گے۔ اور یہ خسارہ ایسا ہوگا کہ جس کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔ نظامِ باطل کو نیست و نابود کر کے اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ہی ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو کرے گا۔ اِن شاءاللہ

توبہ کی ضرورت، اہمیت اور شرائط

(آیاتِ قرآنی کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 13 جولائی 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

قارئین محترم! آج ہمارے موضوع کا تعلق توبہ سے ہے۔ توبہ کسے کہتے ہیں؟ ہمارے دین میں اس کا کیا مقام ہے، اس کی اصل نوعیت کیا ہے، سچی توبہ کیا ہوتی ہے اور اللہ کی نگاہ میں اس کا کیا مقام ہے اس حوالے سے آج ہم جاننے کی کوشش کریں گے۔ اس میں ہمارے لیے بڑی تسلی کی چیزیں بھی ہیں کہ ہم سے غلطیاں تو ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ازالے کا راستہ بھی دیا ہوا ہے۔ کیونکہ کسی کو اگر یہ احساس ہو کہ میں نے اتنی غلطیاں کر لی ہیں کہ اب تو میری بخشش ہو ہی نہیں سکتی تو پھر اس کی اصلاح کا امکان ختم ہو جائے گا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ اگر واپسی کا امکان نہیں ہے تو پھر اور سہی۔ یعنی وہ جری ہو کر یا بے شرم ہو کر گناہوں میں ملوث ہو جائے گا۔ اس لیے قرآن مجید میں توبہ کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف اس کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات قرار دیا یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا شاہکار ہے۔ ظاہر ہے جو خالق و مالک ہے وہی بتا سکتا ہے کہ اس کی مخلوق میں کون سب سے افضل ہے اور مخلوقات میں جنات، انسان، ملائکہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ عام طور پر سمجھا یہی جاتا ہے کہ مخلوقات میں سب سے اونچا مقام فرشتوں کا ہے۔ اس کے بعد جنات یا انسان ہیں۔ لیکن اللہ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے جھکا دیا۔ یہ اس بات کی علامت تھی اور بڑے بھرپور طور پر اللہ کی طرف سے پیغام تھا کہ اشرف المخلوقات انسان ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے اندر ایک نفس بھی ہے جس کے اندر حیوانی تقاضے ہیں۔

﴿اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ﴾ (یوسف:53)

"یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے"

انسان کے ساتھ نفس لگا ہوا ہے لیکن فرشتوں کے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں نفس کی تین جہتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جہت ہے نفس امارہ، جو برائی پر اُکساتا ہے۔ یعنی نفسانی خواہشات بالخصوص حیوانی خواہشات نفس کا حصہ ہیں جن میں ظلم، انتقام، غاصبانہ رویے، حق تلفی وغیرہ یہ ساری غلط چیزیں شامل ہیں۔ دوسری جہت نفس لوامہ ہے۔ یہ اسی نفس کا دوسرا حصہ ہے۔ اللہ نے ہمیں شعور بھی دیا ہوا ہے کہ کیا حق ہے اور کیا باطل ہے۔ جب ہم غلط کام کرتے ہیں، کسی کا حق مارتے ہیں، جھوٹ بول کر یا کسی کو دھوکہ دے کر کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں، کسی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں تو وہ نفس لوامہ ہمیں بتاتا ہے کہ تم غلط کام کر رہے ہو، یہ تمہیں زیب نہیں دیتا۔ وہ اندر سے کچوکے لگاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جب انسان بہت عادی ہو جائے اور نفس لوامہ کی آواز پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہوتا اور برائیوں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ:

﴿خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ﴾ (البقرہ:7)

"اللہ نے مہر کر دی ہے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر۔"

پھر وہ خیر سے بالکل ہی خالی ہو جاتا ہے اور یہ آخری درجہ ہے کہ جس کے لیے پھر ہدایت کا کوئی امکان نہیں۔ تیسری جہت ہے نفس مطمئنہ۔ یہ لفظ بھی قرآن میں آیا ہے اور یہ ایک خاص مقام ہے۔ انسان کے اندر اس درجے کا ایمان اور یقین آ جائے کہ وہ اللہ کی رضا پر راضی ہو جائے تو وہ نفس مطمئنہ والا انسان بن جاتا ہے اور پھر اسے کوئی چیز پریشان نہیں کرتی۔ اس کا یقین اور ایمان ہوتا ہے کہ جو ہو رہا ہے اللہ کے اذن سے ہو رہا ہے اور اس میں میرے لیے بہتری اور خیر ہی ہوگی۔

﴿مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ﴾ "نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔" (التغابن:11)

بظاہر اگر کوئی بڑا نقصان بھی ہو گیا ہے لیکن وہ رب ہے اور اگر میں خود رب کا وفادار ہوں تو مجھے یقین ہونا چاہیے کہ رب نے اس شر میں سے کوئی خیر ہی میرے لیے برآمد کرنا ہے۔ لہٰذا ایسا شخص ہر مشکل کو بہت تسلی اور صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور لوگ دیکھتے رہتے ہیں کہ اتنا بڑا نقصان ہوا ہے اور شخص کو کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ یعنی اس کو اللہ پر اتنا یقین ہے کہ اسے اس نقصان پر کوئی پریشانی نہیں ہوئی اور اس چیز کو بھی اللہ کی رضا اور قضا سمجھ کر اس نے تسلیم کر لیا۔ بہر حال انسان کا معاملہ یہ ہے کہ بظاہر اس کا جو جسم نظر آ رہا ہے وہی کل نہیں ہے بلکہ اس کے نفس کی تین جہتیں بھی ہیں اور اس کے ساتھ ایک روح بھی ہے جو بظاہر ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ فرمایا:

﴿وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ ﴿۲۹﴾﴾ "اور پھونک دوں میں اس میں اپنی روح میں سے۔" (الحجر:29)

اس روح کی خاص نسبت اللہ کی طرف ہے اور اسی روح کی وجہ سے ہی انسان اشرف المخلوقات بنا ہے ورنہ صرف جسد کے حوالے سے دیکھیں تو جنات ہم سے بہت

آگے ہیں۔ان کی آسمانوں تک رسائی ہے۔لیکن ہمیں ہزار ہا سال صرف چاند تک پہنچنے میں لگے ہیں اور وہ بھی بغیر خاص اہتمام کے کوئی نہیں جا سکتا۔لہٰذا اس لحاظ سے انسان برتر نہیں ہے۔البتہ اس کے اندر جو روح ہے اس کی وجہ سے انسان کا مقام تمام مخلوقات سے اونچا ہے۔کیونکہ روح کی خاص نسبت صرف اللہ سے ہے۔اسی لیے علامہ اقبال نے کہا:

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی

یعنی انسان مٹی سے بنا ہے لیکن اس کے اندر روح اللہ کی طرف سے ہے۔اسی طرح فرماتے ہیں کہ:

ہے ذوق تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحب ادراک نہیں ہے

یعنی صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ انسان دیکھ اور سن کر نتیجہ نکال لیتا ہے بلکہ اس کے اندر اللہ نے ایک روحانی سپارک بھی رکھا ہوا ہے جو انسان کی راہنمائی کرتا ہے، وہ بھی انسان کو کچوکے لگاتا ہے جیسے ضمیر لگاتا ہے۔جبکہ دوسری طرف انسان کا نفس اُسے برائی پر اُکساتا رہتا ہے۔اس کے علاوہ دنیا میں کئی طرح کی مرغوبات میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔لہٰذا ایک طرف ہم برائی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو دوسری طرف سے دنیا کھینچتی ہے۔جیسے غالب نے کہا:

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

انسان ہر وقت ایک امتحان سے دوچار ہے۔ہر وقت اس کے اندر ایک کشمکش جاری رہتی ہے اور اس کے نتیجے میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک صاحب ایمان شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔ایمان کا لیول ہر وقت اتنا نہیں ہوتا کہ انسان مزاحمت کر سکے۔کیونکہ حیوانی تقاضے انسان کے اندر ہیں اور وہ تقاضے چاہتے ہیں کہ ان کو limited نہ کیا جائے بلکہ وہ unlimited ہوں۔جیسے جنسی جذبہ انسان کے اندر موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق کے حوالے سے اس کی تدبیر کا ایک حصہ بھی ہے کہ نسل آدم کے فروغ کے لیے اللہ نے اسی راستے کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ جذبہ بہت قوی ہے، اس کے تقاضے بڑے شدید ہیں۔ان تقاضوں کو فتنہ بننے سے بچانے کے لیے ہی ہمارے دین میں شرعی پردہ ہے، نگاہوں کا جھکانا ہے، ستر وحجاب کی پابندی ہے۔ایک مکمل مینول ہمیں دیا گیا ہے کہ یہ یہ کرو گے تو پھر بچاؤ ہوگا ورنہ تم اپنے نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنی دنیا اور آخرت برباد کر لو گے۔

چنانچہ انسان سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے۔اللہ، رسول ﷺ اور قرآن پر ایمان رکھنے والوں سے بھی گناہوں اور غلطیوں کا صدور ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔اس کے بارے میں خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہر انسان خطا کار ہے (یعنی ہر انسان گناہ کرتا ہے علاوہ انبیاء کرام کے کیونکہ وہ معصوم عن الخطا ہیں) اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ہر شخص سے کوئی نہ کوئی خطا کسی درجے میں ہوتی ہے سوائے انبیاء ورسلؑ کے کہ جو معصوم عن الخطا ہیں۔لیکن اس کے باوجود بھی نبی اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ہر وقت توبہ استغفار کا ورد کرتے رہتے تھے۔حالانکہ آپ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں، سب سے اونچا مقام ہے آپؐ کا۔لیکن آپ ﷺ روزانہ سو مرتبہ استغفار کر رہے ہوتے تھے کہ منصب نبوت جو مجھے سونپا گیا ہے، جو مشن دیا گیا ہے اس میں کوئی کوتاہی نہ رہ گئی ہو۔حالانکہ آپؐ دین کی دعوت میں ہمہ جہت صبح شام لگے ہوتے تھے، دن بھر کی مشقت اور پھر رات کو بھی اللہ کے حضور کھڑے رہنا اور قرآن پڑھتے رہنا۔اتنی سخت مشقت۔لیکن اس کے باوجود ستر مرتبہ، سو مرتبہ روزانہ استغفار کرتے تھے۔آپ ﷺ تو ہر خطا سے پاک تھے لیکن آپؐ کے بعد کوئی انسان لغزشوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے

پریس ریلیز 20 جولائی 2018ء

اسرائیلی پارلیمنٹ کا اسرائیل کو یہودی قومی ریاست قرار دینا انسانی المیہ کو جنم دے گا

پاکستان کے وہ سیکولرز اب کہاں ہیں جو پاکستان میں غیر مسلموں کو اقلیت کہنے پر چیخ اُٹھتے ہیں

حافظ عاکف سعید

اسرائیلی پارلیمنٹ کا اسرائیل کو یہودی قومی ریاست قرار دینا انسانی المیہ کو جنم دے گا۔یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ میں کہی۔انہوں نے کہا کہ اسرائیلی پارلیمنٹ میں پاس ہونے والے قانون کے مطابق یہودی بستیوں کا قیام اسرائیل کے قومی مفاد میں ہے۔اسرائیل کی سرکاری زبان عبرانی ہوگی جبکہ عربی کو درجہ دوئم کی حیثیت دے دی گئی ہے۔اسرائیل کا قومی ترانہ یہودی مذہبی ترانہ ہوگا۔اسرائیل کا کیلنڈر عبرانی ہوگا اور اسرائیل کے قیام کا دن یوم آزادی کے طور پر منایا جائے گا۔اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو نے اسے صیہونیت اور اسرائیل ریاست کے لیے ایک تاریخی دن قرار دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس قانون کے بعد وہاں یہودی بالادستی قائم ہو جائے گی اور غیر یہودی سیکنڈ کلاس شہری ہوں گے۔تجزیہ نگار یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ جس طرح کسی زمانے میں ساؤتھ افریقہ میں نسل پرستی کا عروج تھا، اسی طرح کا معاملہ اسرائیل میں بھی ہونے جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے وہ سیکولرز اب کہاں ہیں جو مذہب اور ریاست کے تعلق پر تلملا اُٹھتے ہیں اور پاکستان میں غیر مسلموں کو اقلیت کہنے پر چیخ اُٹھتے ہیں۔کیا وہ اسرائیل کے خلاف آواز اُٹھائیں گے۔انہوں نے کہا کہ اس قانون کے بننے سے یہودیوں کے عزائم مزید کھل کر سامنے آ گئے ہیں اور اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آئندہ فلسطینیوں پر ظلم و ستم میں مزید اضافہ ہوگا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

راستہ بتایا ہے کہ اگر کوئی خطا ہو جائے تو پھر سچی توبہ کرو، اللہ تعالیٰ اس خطا کو معاف کر دے گا۔ اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ﴾ ''اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔'' (التحریم:8)

شرط یہ ہے کہ وہ توبہ صرف زبانی کلامی نہ ہو بلکہ دل سے انسان اپنے کیے پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے من میں ارادہ ہو کہ ایسا نہیں کروں گا۔ لہٰذا اللہ ہم سے زیادہ ہمارے دلوں کی کیفیت کو جانتا ہے۔ ہم اس کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ جب سچی نیت سے کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو پھر ﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ﴾ ''امید ہے تمہارا رب تم سے تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی'' (التحریم:8)

قرآن مجید میں اکثر جنت کی انہی نعمتوں کا ذکر آیا ہے جو انسانی تصور کے مطابق ہیں۔ لیکن یہ سب ابتدائی مہمان نوازی کے لیے ہیں۔ جنت کی اصل نعمتیں جنہیں انسان اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتا ان کے بارے میں فرمایا: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ﴾ ''تو کوئی انسان نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔'' (السجدہ:17)

وہ جنت اور اس کی وہ نعمتیں جو انسان نے دیکھی ہی نہیں ہیں اور نہ ان کا تصور ہی انسان کے ذہن میں آ سکتا ہے، ان کے بارے میں انسان کو بتانا اور سمجھانا ممکن نہیں ہے لہٰذا ان کو بیان کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ لیکن وہ اصل مہمانی ہوگی۔

توبہ کے حوالے سے سورۃ النساء میں ایک بڑی اہم ہدایت ہے: ''اللہ کے ذمے ہے توبہ قبول کرنا ایسے لوگوں کی جو کوئی بری حرکت کر بیٹھتے ہیں جہالت اور نادانی میں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں تو یہی ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور حکیم و دانا ہے۔'' (التوبہ:17)

یعنی توبہ کی گارنٹی ہے اُن لوگ کے لیے جو گناہ کے فوراً بعد توبہ کا راستہ اختیار کر لیں۔ کیونکہ کسی کے پاس یہ گارنٹی نہیں ہے کہ وہ کتنا عرصہ زندہ رہے گا۔ موت عمر کا لحاظ نہیں کرتی۔ روز ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اور اچانک موت آ جاتی ہے۔ لہٰذا یہ انتظار نہ کیا جائے کہ ابھی تو تھوڑی مہلت ہے، خوب جی بھر کی جی لیں پھر توبہ کر لیں گے۔ یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ لہٰذا اسی لیے اس آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ ان لوگوں کی توبہ یقینی طور پر قبول کرے گا جو گناہ کے فوراً بعد توبہ کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے۔ آمین!

اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ:

''اور ایسے لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے توبہ کا جو برے کام کیے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اُس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں' اور نہ ان لوگوں کی توبہ ہے جو کفر کی حالت میں ہی مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (التوبہ:18)

توبہ کے حوالے سے ایک بہت خوبصورت مقام سورۃ الزمر میں ہے اور اس میں ہمارے لیے بڑا حوصلہ افزا پیغام ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝53﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا' یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

اس میں بڑی اپنائیت کا سا انداز ہے۔ اس آیت میں کوئی شرط بھی نہیں ہے۔ بلکہ دوٹوک انداز میں کہہ دیا کہ سب گناہ بخش دے گا۔ اُمید دلانے کے حوالے سے اس سے زیادہ موثر مقام قرآن مجید میں اور کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ قرآن کی دوسری آیات کی روشنی میں implied ہے کہ توبہ کرو گے تو اللہ بخش دے گا۔ چنانچہ اسی لیے ساتھ ہی آگے فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝54﴾ ''اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے' پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔'' (الزمر:54)

یعنی اب اپنا قبلہ درست کر لو اور اس کے ہر حکم پر عمل کرو۔ ظاہر ہے کہ اللہ کا حکم ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے مطابق چلو۔ رسول ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں۔ لہٰذا اللہ اور رسول ﷺ کی کامل اطاعت اختیار کرو۔ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ہم نیکی کی طرف آتے ہیں تو جزوی اطاعت کرتے ہیں اور کچھ گوشے پھر چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کے اندر تو ہم اصلاح نہیں کر سکتے۔ یہ دھوکہ دہی کہیں اور چل سکتی ہے اللہ کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا صاف اور واضح حکم ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔'' (البقرہ:208)

ہاں کسی وقت اگر کوئی خطا ہو جائے تو سچی توبہ کرو، اللہ معاف کر دے گا۔ لیکن یہ ڈنڈی نہ مارو کہ دین کے کچھ حصے پر عمل کر لیا اور باقی زندگی کے کچھ گوشوں میں ہم نے سوچا ہی نہیں کہ اسلام کی تعلیمات کیا ہیں، ہمیں کوئی پروا ہی نہیں ہے۔

شرائط توبہ:

سورۃ الفرقان میں توبہ کی شرائط کی تفصیل آئی ہے۔ وہاں کبیرہ گناہوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰۗىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَـيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝70﴾ ''سوائے اُس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اور اللہ غفور ہے' رحیم ہے۔'' (آیت:70)

یعنی اگر پہلے گناہ کر رہے تھے تو اب اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دے دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرنی ہے اور پھر پورا عزم ہو کہ آئندہ یہ کام نہیں کرنا اور اس کی پوری کوشش بھی کی جائے۔ بعد میں اگر پاؤں پھسل جائے تو پھر فوراً توبہ کرو لیکن اس وقت اس گناہ کو چھوڑنے کا پورا عزم و کوشش ہونی چاہیے۔ اصل شرط یہ ہے کہ آپ نے اپنے عمل کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے اور وہ کوشش دل سے ہو۔ کیونکہ اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ نیت اور ارادہ یہ ہو کہ آئندہ اس گناہ سے بچنا ہے تو اللہ پاک معاف فرما دے گا۔ یہ اس کی رحمت ہے۔ لیکن ان شرائط کو پورا کرنا لازمی ہے۔ صرف توبہ کی تسبیح کرتے رہنا اور اپنا عمل درست نہ کرنا، اس طرح توبہ کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں چھوٹی بڑی ہر طرح کی خطاؤں سے محفوظ رکھے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

سیاسیاتِ حاضرہ

9

38	مومن است و پیشۂ او آزری است	دین و عرفانش سراپا کافری است

(مغربی افکار کا غلام) بظاہر مومن ہوتا ہے مگر اس کا پیشہ (وطیرہ) بُت پرستی و بت گری ہوتا ہے اس کا دین (ملکی نظام) اور دانش (افکار) سب کافروں والے ہوتے ہیں

39	در بدن داری اگر سوزِ حیات	ہست معراجِ مسلماں در صلوٰت

اے مسلمانی کے دعوے دار! تو اگر اپنے اندر زندگی کا سوز رکھتا ہے تو یہ بات جان لے کہ نماز میں ہی مسلمان کی معراج اور اللہ سے ہم کلامی کی کیفیّت ہوتی ہے

40	ور نداری خونِ گرم اندر بدن	سجدۂ تو نیست جز رسم کہن

(اے اسلام کے دعوے دار) اور اگر تو اپنے اندر (اسلام کے جذبوں والا) گرم خون نہیں رکھتا تو تیرا سجدہ محض رسم کے سوا کچھ نہیں

41	عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں	عیدِ محکوماں ہجومِ مومنین!

آزاد لوگوں کی خوشیاں ملک و دین کی کامرانیوں اور کارناموں (کے تذکروں) سے ہوتی ہے جبکہ محکوموں اور غیروں کے غلاموں کی 'عید' مسلمانوں کے ایک ہجوم کا نام ہوتا ہے

38۔ آج کا محکوم مسلمان چاہے مومن بھی کہلائے اور دین کے ظاہری آداب واحکام پر عمل پیرا بھی ہو مگر اس کا پیشہ آزری ہے۔ اس نے عملی زندگی کو انفرادی و اجتماعی زندگی میں خود تقسیم کرلیا ہے اور انفرادی زندگی میں چاہے عقیدہ و رسومات وعبادات کا اہتمام کرلے اپنی اجتماعی زندگی میں جہاں دین کے اجتماعی شعبے (معاشرتی، معاشی وسیاسی پہلو) کارفرما ہیں وہاں اُس نے بُت بنالیے ہیں اور مغربی تصوّراتِ ریاست سے کامل ہم آہنگی اختیار کرلی ہے۔ مغرب کی اندھی تقلید میں اس نے ان اجتماعی گوشوں کو سیکولر کرلیا ہے یعنی دین و مذہب اور آسمانی ہدایات سے آزاد کرلیا ہے جو سراسر کافری اور شرک ہے۔

39۔ اے مردِ مسلمان! تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر تجھے ایمان (اور احسان) کی حقیقت تک رسائی ہے اور تیرے وجود میں کچھ اخلاقی اقدار ہیں یا ضمیر زندہ ہے اور تیرے اندر کا انسان بیدار ہے تجھے سوزِ حیات سے ایک حصہ ملا ہے تو تیرے اعمال اور تیرا طرزِ عمل اور بے دین مغربی صہیونی استعمار سے کامل تعاون کی تیری روش کیوں ہے؟ تیرے قول اور عمل کا تضاد ہی آج اُمت مُسلمہ کے زوال کا سب سے بڑا سبب ہے کہ تو اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے حالانکہ صرف تیری نماز کو ہی دیکھا جائے تو یہ نماز 'سوزِ حیات' اور زندہ ضمیر کی موجودگی میں بے جان ہے۔ بندہ مومن کی نماز تو ایسی توجہ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ارتکاز (CONCENTRATION) کا نام ہے جسے معراج سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ شب معراج میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اسی طرح نماز بندۂ مومن کے لیے چندلمحوں کی ہم کلامی کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر غلام ابن غلام لوگوں کے نصیب میں ایسی نماز کی لذّت اور چاشنی کہاں!

40۔ اے مسلمان جاگ! مغرب کی غلامی کی آسودہ زندگی سے نکل اور اپنے ضمیر کے تقاضوں اور خدا شناسی کے آداب کا لحاظ کر کے طوقِ غلامی کو اپنے گلے سے نکال پھینکنے کا عزم پیدا کر۔ اپنے جسم میں حرارت ایمانی سے جذبہ پاکر گرم خون پیدا کر۔ اگر آزادی کی تڑپ نہیں اور ایسا گرم خون نہیں تو تیرے سجدے (اور نمازیں اور عبادات) بس رسم (RITUALS) سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ بندۂ مومن والا جذبۂ ایمانی ماند پڑ گیا ہے۔ انسانوں کے لیے آزادی کی تڑپ ہی ایک تیغ بے نیام ہے جو آج بندۂ مومن کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بقول اقبال ؎

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہوکر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام

اور اسی غلامی کا یہ اثر تھا کہ مغربی استعمار کے زیر سایہ قادیان سے ایک بدنصیب متنبّی نے نیا دین کھڑا کر دیا اور مسلمانوں کے لیے منحوس برطانوی اقتدار کے خلاف جہاد حرام ہونے کا فتویٰ دیا اور اس کے اثرات خبیثہ آج تک اُمت مسلمہ کے جذبۂ جہاد پر اثر انداز ہیں۔

41۔ حقیقت یہی ہے کہ آزادی ایک نعمت خداوندی ہے اور اس کے لیے جدو جہد ایک اخلاقی، مذہبی اور دینی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے جہاد ہی حقیقی مسلمانوں اور مؤمنوں کا شیوہ ہے اور اسی راہ کی کامیابیاں ہی مسلمانوں کی حقیقی عیدیں ہوتی ہیں۔ افسوس کے ایسی عیدیں دیکھنے کے لیے اُمت مسلمہ کی آنکھیں کئی نسلوں سے ترس رہی ہیں۔ ایسی شان وشوکت ہی مسلمانوں کی عید کہلانے کی مستحق ہے جس سے ملک وقوم و دین کو دنیا میں عزت ملے وگرنہ آج ہم مسلمانوں کی عید تو صرف مسلمان نام والے لوگوں کا ایک ہجوم ہوتا ہے یا 40 لاکھ افراد کا حج کا اجتماع ہوتا ہے جس کا ذرّہ برابر اثر مغربی صہیونی بالادست استعمار پر نہیں پڑتا اور وہ اسے مچھر کے پر کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتا۔ اے مردِ مسلمان! ایسی صورت حال سے نکل اور مغربی افکار ونظریات کی بالادستی کے خلاف بغاوت کر، کہ وہ سراسر ایمان اور ایمانی تقاضوں کے خلاف ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ احتساب شروع ہو چکا ہے لیکن کیا یہ حقیقی احتساب ہے؟ یہ وقت بتائے گا: ایوب بیگ مرزا

ہمارے ہاں کی سیکولر لابی اور ہمارے وہ دشمن جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں انتشار پیدا کیا جائے: شجاع الدین شیخ

اسلام دشمن قوتوں کا آخری حملہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا محمد رسول اللہ ﷺ سے رشتہ کمزور سے کمزور تر کیا جائے: آصف حمید

شریف فیملی کو سزائیں اور فتنۂ قادیانیت کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: کرپشن کیسز میں نواز شریف اور اس کی فیملی کو سزائیں سنائی گئی ہیں۔ آصف علی زرداری اور فریال تالپور کا نام منی لانڈرنگ کے جرم میں ای سی ایل میں ڈالا گیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں حقیقی احتساب کا عمل شروع ہو چکا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: احتساب تو یقیناً شروع ہو چکا ہے لیکن کیا یہ حقیقی احتساب ہے؟ یہ وقت بتائے گا۔ بڑی عجیب سی بات ہے کہ پچھلے چالیس سال سے یہاں دو جماعتوں (پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن) کی حکومت ہے اور اب ان دونوں کا احتساب شروع ہوا ہے۔ نواز شریف کو کرپشن کے کیس میں سزا ہو چکی ہے اور آصف علی زرداری کا نام بھی ECL میں آ چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ان کا احتساب بھی شروع ہو چکا ہے۔ ایک وضاحت کر دوں کہ ہماری احتساب عدالت اس سے پہلے آصف زرداری کو پاک صاف ڈیکلیئر کر چکی ہے۔ اس کے باوجود یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ آصف زرداری کو کلین چٹ ملنے کی وجہ یہ تھی کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن کے درمیان جو میثاق جمہوریت ہوا تھا وہ جمہوریت کے لیے نہیں تھا بلکہ میثاق کرپشن ثابت ہوا اور کرپشن پر ان دونوں کی مفاہمت ہوگئی۔ کیونکہ نواز شریف نے سیف الرحمان کی سربراہی میں احتساب کمیشن بنایا تھا جس نے ان کے سارے کیسز صاف کر دیے اور ان کے اصل ڈاکومنٹس غائب ہو گئے۔ ظاہر ہے نقلوں پر کوئی فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا غالباً ہائی کورٹ نے بھی ان کو کلین چٹ دے دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایک سوچ سامنے آئی ہے اور وہ سوچ اسٹیبلشمنٹ کی بھی ہو سکتی ہے اور عدلیہ کی بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آصف زرداری کو کلین چٹ مل گئی ہے لیکن اسے کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی گردن میں بھی رسہ ڈالنے کے لیے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ ان پر منی لانڈرنگ کا کیس ہے جو دہرا جرم ہے۔ کیونکہ اگر آپ نے ناجائز طریقے سے پیسہ کمایا ہو لیکن اس کو اپنے ملک میں لگایا ہو تو اس سے ملک کو کچھ نہ کچھ فائدہ تو ہوگا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کو بھی چھ ماہ یا سال کے اندر سزا ہوگی۔ اگر نواز شریف کو کرپشن

مرتب: محمد رفیق چودھری

کے کیس میں سزا ہوئی ہے تو آصف زرداری کو کیوں نہ ہو۔ عین ممکن ہے کہ ان کے جو ساتھی گرفتار کر لیے گئے ہیں ان سے وہ دستاویزات حاصل کر لی جائیں جو غائب کر دی گئی تھیں اور نیب ان پر دوبارہ ریفرنسز دائر کر دے۔

سوال: پی پی پی کی حکومت کو پاکستانی تاریخ کی کرپٹ ترین حکومت کہا جاتا تھا لیکن اسے 5 سال پورے کرنے دیے گئے کیا وجہ ہے کہ نواز شریف تین بار وزیر اعظم بنے لیکن کبھی بھی اپنا tenure پورا نہیں کر سکے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ فیصلہ کن انداز میں کہہ دیا جائے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کرپٹ ترین حکومت تھی۔ اصل میں ن لیگ کی جڑیں جس طرح بیوروکریسی میں بہت گہری تھیں اسی طرح ان کا میڈیا سیل بھی بہت مضبوط ہے۔ دوسری جماعتوں کا میڈیا ان کے مقابلے میں عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اس چیز کا فائدہ اٹھا کر انہوں نے زرداری حکومت کو کرپٹ ترین حکومت ثابت کیا۔ اس وقت جو حالات ہیں ان کو سامنے رکھیں تو انہوں نے اپنی کرپشن پر بہت زبردست پردہ ڈالا۔ یعنی ان کی کرپشن کو کوئی کھول کر بیان نہیں کر سکتا۔ ابھی حالیہ جو لندن میں ان کی پراپرٹیز سامنے آئی ہیں وہ ایک لندن کے اخبار نے سامنے لائی ہیں۔ وہاں کے اخبارات پر چیک اینڈ بیلنس سسٹم اتنا مضبوط ہے کہ وہاں کے اخبار کے لیے کوئی جھوٹی خبر شائع کرنا بہت مشکل ہے۔ جہاں تک ان کے Tenure پورا نہ کرنے کا تعلق ہے تو اس کا تعلق کرپشن سے اتنا نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں اسٹیبلشمنٹ کا حکومتوں کے معاملات میں عمل دخل بہت زیادہ ہے جس میں ہمارے سیاستدانوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے کہ انہوں نے ایسے حالات پیدا کیے جس میں اسٹیبلشمنٹ کو اپنے پاؤں جمانے کا موقع مل گیا۔ نواز شریف تینوں دفعہ اسٹیبلشمنٹ سے ٹکرائے ہیں جس کے نتیجے میں ان کو حکومت چھوڑنی پڑی۔

سوال: سیاستدان کرپشن کے حوالے سے بدنام ہیں اور ان کا احتساب بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ججز، جرنیل اور جرنلسٹ کسی ایسے احتسابی عمل سے کیوں آزاد ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ زیادہ احتساب سیاستدانوں کا ہی ہوا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ وہ لوٹ مار میں بھی ٹاپ پر رہے ہیں اور اس بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ ججز، جرنیلوں یا صحافیوں کا احتساب نہیں ہوا۔ اگرچہ فوج نے سزا دینے کا اپنا ایک نظام بنایا ہوا ہے لیکن کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی کہ کسی جرنیل کو کوئی بڑی سزا ہوئی ہو۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ججز اور جرنیلوں کے ہاں بھی کرپشن ہوئی۔ اسی طرح کا معاملہ صحافیوں کا ہے کہ ان کا بھی قانونی سطح پر کوئی احتساب نہیں ہوا۔ لہٰذا وہ جس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں۔ البتہ ہمارے ملک میں بعض صحافی ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے اپنے پیشے کے ساتھ انصاف

کیا اور اس معاملے میں بڑی قربانیاں دیں۔ ان کو قتل کیا گیا، انہیں اغوا کیا گیا، ان کے بچوں کو اغوا کیا گیا۔ وہ ذاتی انتقام کی زد میں آئے ہیں لیکن جو راتوں رات فارم ہاؤسز کے مالک بن گئے احتساب ان کا بھی نہیں ہوا۔

سوال: ایک رائے کے مطابق اس وقت ملک میں جوڈیشل مارشل لاء نافذ ہے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں کیا نہیں ہوا۔ فوجی مارشل لاء تو رہا ہی ہے لیکن یہاں کیا سول مارشل لاء نہیں لگا؟ کیا ہمارے ہاں ذوالفقار علی بھٹو اور نواز شریف جیسے کوئی ڈکٹیٹر آئے؟ جو منتخب ہو کر اقتدار میں آئے لیکن ایسے انداز میں حکومت کی کہ کوئی بول نہ سکے۔ جن صحافیوں نے ان سے اختلاف کیا یا ان کے راستے میں آئے انہوں نے ان سے انتقام لیا۔ اسی طرح جب عدالتیں اپنی حدود سے باہر نکل جاتی ہیں تو اسے بھی آپ جوڈیشل مارشل لاء کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں تو ہر ادارے میں یہ کام ہوا ہے۔ کسی نے بھی اپنی حدود میں رہ کر کام نہیں کیا۔ اسی وجہ سے ہمارا ملک پٹڑی سے اترا ہے۔ ہماری بیوروکریسی کا تو دائرہ ہی لامحدود ہے وہ تو اپنے دائروں میں سب کو لپیٹ لیتی ہے۔ بیوروکریسی نے وزرائے اعظموں، وزیروں، سیاستدانوں کو اپنی انگلیوں پر نچایا ہے۔ سب سے زیادہ مارشل لاء اگر کسی نے لگایا ہے تو وہ بیوروکریسی نے لگایا ہے

سوال: کیا آپ کو 25 جولائی کے انتخابات کے بعد پاکستان میں سیاسی اور معاشی استحکام آتا نظر آ رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت پاکستان کے اکثر طبقات ہوس زر میں اس قدر بری طرح مبتلا ہیں کہ نہ صرف دینی بلکہ ملی اور قومی مفادات کو بھی اس کے لیے تج دیتے ہیں۔ زمینی حقائق کو دیکھیں تو ہرگز ایسا نظر نہیں آتا کہ یہاں کوئی استحکام آئے گا۔ سیاسی استحکام کے بھی کوئی امکانات نظر نہیں آتے لیکن معاشی معاملہ جس قدر آج بگاڑ میں ہے اگر بہت بلند کردار والے لوگ آ جائیں تب بھی اس کو سدھارنا بہت ہی مشکل ہے اور ایسے اعلیٰ و بلند کردار والے لوگ ہمیں آتے نظر نہیں آ رہے۔ سیاستدانوں کی صرف باتیں ہیں عملی لحاظ سے کوئی کردار نظر نہیں آ رہا۔ مجھے آنے والے وقت میں پاکستان کی معاشی صورت حال بہت خطرناک نظر آ رہی ہے اور آنے والا ہیڈ آف دی گورنمنٹ وقت کا بدقسمت ترین انسان ہوگا کیونکہ جن مسائل کا اسے سامنا کرنا پڑے گا ان سے نبرد آزما ہونا اس کے لیے بہت مشکل ہوگا۔ ہمارے سیاستدانوں کا حال یہ ہے کہ وہ آج کو دیکھتے ہیں کل کی صورت حال کا انہیں کچھ پتا نہیں ہوتا۔ وہ صرف کرسی کے چکر میں پڑے ہیں۔ عوام کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بھی صرف اپنے ذاتی مفاد کو دیکھتے ہیں یعنی اکثریتی عوام کی یہی سوچ ہے۔ ہم ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ہم ذاتی حوالے سے بہتر ہو جاتے ہیں لیکن قومی حوالے سے ہم اور زیادہ ڈاؤن ہو جاتے ہیں۔

سوال: قادیانیت کے حوالے سے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے فیصلے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

شجاع الدین شیخ: سب سے پہلے میں جسٹس شوکت صدیقی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ ایک جرأت ایمانی رکھنے والے مسلمان ہیں۔ قادیانیت، رمضان ٹرانسمیشن اور اسلامی اقدار کے حوالے سے انہوں نے بڑے بولڈ فیصلے دیے ہیں۔ البتہ فیصلہ ہونا ایک شے ہے اور اس کو نافذ کرنا دوسری بات ہے۔ رمضان المبارک

> اس ملک میں سیاستدانوں کا احتساب تو ہوتا ہے لیکن جج، جرنیل اور جرنلسٹ احتساب سے آزاد ہیں۔ جن جرنیلوں، ججوں اور جرنلسٹوں کے راتوں رات فارم ہاؤس بن گئے ان کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔

کے حوالے سے انہوں نے بڑے بولڈ فیصلے کیے لیکن ہمارے میڈیا کے لوگوں نے ان کے فیصلوں پر عمل ہی نہیں کیا۔ البتہ ان کا یہ فیصلہ مبارکباد کے قابل ہے کہ قادیانیوں کو لفظ احمدی استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہونی چاہیے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ماضی میں ختم نبوت کی تحریک چلتی رہی۔ 1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے اس حوالے سے بہت بڑا فیصلہ کیا۔ عدالتی فیصلے بھی اس پر آئے۔ اس کے علاوہ پوری امت میں اس فیصلے کی پذیرائی ہوئی لیکن ہمارے ہاں کی سیکولر لابی اور ہمارے وہ دشمن جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں انتشار پیدا کیا جائے۔ ماضی میں بھی غلام احمد قادیانی نے جب یہ فتنہ اٹھایا تو انگریز اس کی پشت پر تھا۔ آج بھی یہ کوششیں اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کے خلاف جتنے فیصلے ہوئے ہیں ان کو نافذ کیا جائے۔

ایوب بیگ مرزا: ایک مسلمان کی حیثیت سے میں یہی کہوں گا کہ ان کا یہ فیصلہ قابل تحسین ہے۔ یہ فیصلہ یقینی طور پر ہمارے ہاں کے لبرلز کو بہت کھٹکے گا اور دینی لوگ اس فیصلے کو پسند کریں گے۔ ہمارے ہاں قادیانیت کا معاملہ بہت بگڑ چکا ہے کیونکہ ہمارے حکمرانوں نے مغربی ممالک کے پریشر میں آ کر قادیانیوں کو یہاں ایسی حیثیتیں دے دی ہیں اور کلیدی عہدے دے دیے جن سے وہ اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج انٹرنیشنل لیول پر ہمیں ان کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم پر یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ آپ انہیں اقلیت کیوں کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا تو اس وقت یہ سقم رہ گیا تھا کہ یہ قانون بنا دیا جاتا کہ اب اگر کوئی مسلمان قادیانی ہوا تو اسے مرتد کی سزا دی جائے گی۔ اسی سقم کا انہوں نے فائدہ اٹھایا اور قادیانیت کو بہت پھیلایا ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ تو سنہری الفاظ سے لکھنے کے قابل ہے لیکن اصل معاملہ اس فیصلے کی تنفیذ ہے۔ ابھی یہ ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا ہے۔ سپریم کورٹ کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ نہ صرف یہ فیصلہ قائم رہے بلکہ اس کو عملی طور پر نافذ بھی کیا جائے۔

سوال: نوجوان نسل کی راہنمائی کے لیے فرمائیں کہ ردِ قادیانیت کے عقلی اور منطقی دلائل کیا ہیں؟

شجاع الدین شیخ: ہمیں اپنے نوجوانوں کو یہ بات سکھانی چاہیے کہ عقیدہ کا ایک جذباتی پہلو ہے اور ایک اس کا عقلی اور منطقی پہلو ہے۔ جہاں تک اس عقیدے کا تعلق ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر آ کر نبوت ختم ہوگئی تو اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ یہ معاملہ اتنا حساس ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بالفرض اگر تمہارے سامنے کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور تم اس کو جواب میں کہو کہ تمہارے پاس دلیل کیا ہے تو پھر بھی تمہارا ایمان گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ کوئی دلیل دے گا تو تم قبول کر لو گے۔ تو یہ اس کا جذباتی پہلو ہے۔ اگر عقلی اور منطق اعتبار سے دیکھیں تو سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور ہمارے دیگر بزرگوں نے بڑے بنیادی چند سوالات اٹھائے کہ ماضی میں انبیاء کیوں آتے تھے؟ نبی اس لیے آتے تھے کہ ایک علاقے میں کوئی نبی موجود ہیں لیکن دوسرے علاقے میں وہ دعوت نہیں پہنچ سکتی لہٰذا وہاں کسی دوسرے نبی کی ضرورت پیش آئی۔ یا نبی ماضی میں اس لیے بھیجے جاتے رہے کہ ایک نبی کی تعلیم یا آسمانی کتاب میں تحریف ہوگئی، یا ماضی میں نبی اس لیے بھی بھیجے جاتے رہے کہ انسانی evolution کا ایک پراسس جاری تھا یعنی غار کی سطح سے معاشروں اور پھر شہری زندگی تک پہنچا۔ اس پراسس میں نئی تعلیم اور راہنمائی کی ضرورت ہوتی تھی جس کے لیے

اللہ تعالیٰ نبی بھیجتے تھے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۷﴾ (الانبیاء)

اور

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾

(سبا:28)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی رسالت یونیورسل ہے، تمام انسانوں کے لیے ہے اور آپ ﷺ کی آمد کے موقع پر معروف دنیا ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھی۔ جدہ کے ساحل پر چائنہ اور روم سے آکر جہاز لگتے تھے۔ گویا وہ ذرائع رسول اللہ ﷺ کے دور میں موجود تھے جن سے وہ آخری پیغام دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچ سکتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جو قرآن نازل کیا گیا اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا۔ اس میں تبدیلی ممکن نہیں ہے اور تیسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت پر اللہ نے اپنے دین کی تکمیل کا اعلان فرمادیا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ:3)

دین کی تکمیل ہو چکی ہے، کتاب قیامت تک محفوظ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ تو ایسے محفوظ ہے کہ میں اپنے والد سے زیادہ اپنے پیغمبر ﷺ کی ذاتی زندگی کو جانتا ہوں۔ لہٰذا اگر ہم عقلی اور منطقی انداز میں بھی سوچیں تو اب کسی بھی پیغمبر کی حاجت پیش نہیں آتی۔

سوال: قادیانیوں کو احمدی کہنے پر پابندی لگنے سے ہمارے ملک کے لبرلز بہت سیخ پا ہیں۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

شجاع الدین شیخ: ان کو پریشانی یہ ہے کہ یہ سارے این جی اوز کے کرتا دھرتا ہیں۔ ان کی فنڈنگز باہر سے آتی ہیں۔ یعنی ان کا بڑا مسئلہ معاش کا ہے۔ چوری کی سزا سے تکلیف اس کو ہوتی ہے جو چور ہوگا ورنہ عام لوگ تو کہیں گے کہ چوری کی سزا کا نفاذ ہونا چاہیے۔ تو قادیانیوں کے خلاف جو فیصلہ آیا ہے تو اس سے پریشانی تو قادیانیوں کو ہو سکتی ہے عام مسلمانوں کو تو نہیں ہو سکتی۔ میں ان لبرلز سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں تو پھر آپ کو پریشانی کس بات کی ہے؟ اصل میں ان کو تکلیف اس لیے ہو رہی ہے کہ اس سے ان کے مفادات پر زد پڑتی ہے۔ چودھری نثار جب وزیر داخلہ تھے تو انہوں نے ان کے خلاف ایکشن لینا چاہا تھا جس پر سیکولر لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا اور وہ ایکشن نہیں لے سکے تھے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان این جی اوز کا آڈٹ ہونا چاہیے کہ ان کا پیسہ کہاں سے آرہا ہے۔ یہ اسلام دشمن قوتیں قادیانیوں کی آڑ میں پاکستان میں انتشار پھیلانا چاہتی ہیں اور سیکولر لوگوں کو استعمال کرتی ہیں۔

سوال: قادیانیوں کو احمدی کہلوانے پر پابندی لگنے سے سیکولر اور لبرل طبقہ کے سیخ پا ہونے کی وجہ کیا ہے؟

آصف حمید: بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنے ایک خطاب جس کا عنوان ''عالم اسلام پر دجالیت کا آخری حملہ'' تھا، اس میں انہوں نے کہا تھا کہ اسلام دشمن قوتوں کا آخری حملہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا محمد رسول اللہ ﷺ سے رشتہ کمزور سے کمزور کیا جائے۔ اگر ان کا یہ وار کارگر ہوگیا تو پھر مسلمانوں کو وہ بہت آسانی سے زیر کرلیں گے۔ قادیانیت ایک بہت بڑی عالمی سازش تھی، اسرائیل اور برطانیہ اس سازش کے بہت بڑے سپورٹر ہیں اور ان کی مدد سے ہی آج قادیانیت پھیل رہی ہے۔ یہ چیز اظہر من الشمس ہے کہ جو لوگ ان کو پال رہے ہیں وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ اسی طرح اس کے بعد یہاں پرویزیت کا فتنہ کھڑا کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ احادیث کے بارے میں مسلمانوں میں شک وشبہ پیدا کیا جائے۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر احادیث ہیں۔ یہ فتنہ بھی تیزی سے پھیلا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس سے بھی کسی نہ کسی طرح نمٹ لیا گیا۔ اسی طرح پاکستان میں ناموس رسالت کے قانون 295-c کو ختم کرنے کے لیے باہر سے دباؤ آیا لیکن مسلمان عوام نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ بہرحال اسی طرح کی مختلف کوششیں ہوتی رہی ہیں لیکن الحمدللہ مسلمانوں کے دل سے نبی اکرم ﷺ کی محبت کو وہ نہیں نکال سکے اور وہ تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ مسلم لیگ ن کی حکومت کا جو زوال شروع ہوا ہے اس کی وجوہات میں بھی ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے ممتاز قادری کو پھانسی دی جس کے جنازے میں لاکھوں افراد شریک ہوئے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے الیکشن قوانین میں ختم نبوت کی شق میں تبدیلی کی جس پر لوگوں نے شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ بہرحال

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴﴾

(آل عمران)

یعنی قادیانی یا اسلام دشمن لابیز جتنی کوششیں اس حوالے سے کر رہی ہیں ان کو منہ کی کھانی پڑ رہی ہے اور اب ان کو سمجھ آگئی ہے کہ اس معاملے میں ہم کسی قسم کی کوئی دراندازی نہیں کر سکتے اور جسٹس شوکت عزیز نے بہت مستحکم فیصلہ دیا ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اللہ کرے کہ یہ فیصلہ قائم رہے اور نافذ رہے۔

آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ مسلمان چونکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپؐ آخری نبی اور آخری رسول تھے۔ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ مکمل طور پر بند کر دیا گیا اور چونکہ آپؐ کا اسم گرامی قرآن میں محمدؐ بھی آیا ہے اور احمد بھی آیا ہے لہٰذا صرف وہ مسلمان جو ختم نبوت کے قائل ہیں وہ محمدی بھی ہیں اور احمدی بھی۔ ختم نبوت کا منکر اگر خود کو احمدی کہتا ہے تو گویا فریب کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔

سوال: قادیانیت کے حوالے سے حلف نامے کا ڈرافٹ PTI کے شفقت محمود اور انوشہ رحمان نے تیار کیا تھا۔ جب اس کمیٹی میں تمام جماعتوں کے نمائندے موجود تھے تو یہ سب جماعتوں کی اجتماعی غلطی نہ ہوئی؟

ایوب بیگ مرزا: کمیٹی کا معاملہ بعد والا ہے پہلے حکومت اس بل کو اسمبلی میں لے کر آئی۔ اس کے بعد کمیٹی کے پاس گیا۔ حکومت اس بل کو لاتی ہی نہ اس کی کیا ضرورت تھی۔ یہ اصل میں خالصتاً باہر کا پریشر تھا۔ حکومت پر مزید ایک الزام یہ بھی آتا ہے کہ جب اسمبلی میں یہ بل پیش ہوا تھا تو وہیں اس کو reject کر دیا جاتا لیکن حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ سرکار نے اس کو منظور کر کے کمیٹی کے پاس بھیجا۔ راجہ ظفر الحق رپورٹ میں انوشہ رحمان اور زاہد حامد کا نام ہے، شفقت محمود کا نام نہیں ہے۔ بہرحال اس میں حکومت کا قصور زیادہ ہے۔ ایک ایسا مسئلہ جو مسلمانوں کا متفقہ ہے اس کو کیوں کھڑا کیا۔ اگر حکومت اس کو اسمبلی میں نہ لاتی یا اس کو initiate نہ کرتی تو وہ کمیٹی میں جاتا ہی نہ۔ لہٰذا اس معاملے میں باقی پارٹیوں کا بھی قصور ہے لیکن نوے فیصد قصور مسلم لیگ ن کا ہے۔

سوال: قادیانیت کے خاتمے کے لیے حکومت پاکستان اب تک کیا کیا اقدامات لے چکی اور کیا کیا اقدامات لینے ابھی باقی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے اصل کام ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے کیا تھا۔ یعنی انہوں نے آغاز کیا تھا لیکن اس کے بعد پھر کچھ بھی نہیں ہوا۔ بھٹو نے اس کو آئین کا حصہ بنایا لیکن اس کے بعد کسی حکومت نے عملی طور پر کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ پُراسرار راستوں سے قادیانیوں کے راستے کی رکاوٹیں دور کی جاتی رہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان بہت کچھ کر سکتی تھی لیکن ابھی تک کچھ نہیں کیا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ہم کو اس شہر میں تعمیر کا سودا ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ملک بھر میں انتخابی بخار کی تپش محسوس کی جا رہی ہے۔ اگرچہ جمہوریت ایک نرالے روپ میں جیپ پر سوار، بلا گھماتی ہنگامے اٹھا رہی ہے۔ فیصلہ تو انتخابی عمل سے گزرنے سے پہلے ہی واضح ہے۔ باقی شور شرابہ صرف کٹھ پتلی جمہوریت میں رنگ بھرنے کو ہے۔ انتخابی باراتیئے ہیں جن کی حیثیت بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ والی ہی ہے۔ عمران خان تو پیشگی ہی قوم کو شکرانے کے دو نفل پڑھنے کو کہہ چکے ہیں اور یہ بھی کہا کہ ’’لمبی اندھیری رات ختم ہونے والی ہے۔‘‘ (جس میں شیروانی انتظار کرتی مرجھا گئی، چھوٹی ہوگئی تھی!) عام انتخابات میں 25 خواجہ سراؤں کو بطور مبصر تعینات کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ ایسے انتخابات پر بلاشبہ مبصر بھی ایسے ہی درکار تھے، سو بجا فیصلہ فرمایا گیا۔ علامہ اقبال نے ’’سیاسیات حاضرہ‘‘ پر جو تبصرہ ایک صدی پہلے اپنے فارسی کلام میں فرمایا تھا آج بھی تروتازہ اور حسب حال ہے۔ اقبال کی شاعری میں چونکہ قرآن اور ایمان کا محفوظ اور تروتازہ رکھنے والا عنصر (Preservative) موجود ہے سو منظر ایک صدی بعد بھی وہی ہے:

داغم از رسوائی ایں کارواں
در امیر او ندیدم نورِ جاں
تن پرست و جاہ مست و کم نگہ
اندرونش بے نصیب از لا الٰہ
در حرم زاد و کلیسا را مرید!
پردۂ ناموسِ ما را بردرید
دامن او را گرفتن ابلہی است
سینۂ او از دلِ روشن تہی است

’’مجھے امت مسلمہ کے (مغربی استعمار کے ہاتھوں) غلام ہونے کا دکھ ہے۔ (اس کا سبب) میں دیکھتا ہوں کہ امت کے لیڈروں (سیاسی رہنماؤں) کے سینے میں ضمیر کی روشنی (بھی) نہیں ہے جو مسلمانوں کو اس ذلت سے نکال سکے۔ آج مسلمانوں کی صف اول کی قیادت جسم کی غلام، مرتبے کی طالب اور مستقبل میں دیکھنے کی صلاحیتوں سے عاری ہے، اس لیے کہ اس کا ضمیر لا الٰہ الا اللہ سے خالی ہے...... یہ قیادت حرم (مسلمانوں) میں پیدا ہوئی اور کلیسا (مغربی سیکولرازم) کی مرید ہے۔ اس نے اسلام کی عزت کا پردہ چاک کر دیا ہے،...... ایسی قیادت کے پیچھے چلنا اور کہا ماننا (پرلے درجے کی) بیوقوفی ہے۔ اس لیے کہ اس قیادت کا باطن دل روشن (روشن ضمیری) سے عاری ہے۔‘‘ (ترجمہ: انجینئر مختار فاروقی)

سو انتخابات کیا ہیں۔ نئے غلام نئے فدوی، مفادات ملک وملت بیچنے والوں کا چناؤ ہے۔ ایک طرف قانون کی حکمرانی کے غلغلے میں نواز شریف خاندان زیر عتاب ہے۔ دوسری جانب آئین قانون کی ملک بھر میں پامالیوں کے دفتر کھلے ہیں، پنبہ کجا کجا نہم۔

انہی دنوں امریکہ میں ایک دوسرے پر کیچڑ سے حملے کے کھیل کی خبریں، وڈیوز جاری ہوئیں۔ باہم دگر کیچڑ پھینک پھینک بھوت بنا دیئے۔ ہمارے ہاں بھی بہ انداز دگر یہی کیچڑی جنگ (Mud War) جاری ہے۔ کرسی اسی کے حصے آئے گی جو باقی سب کو کیچڑ اچھال اچھال بھوت بنا چکا ہے۔ اور خود؟ ’’دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ‘‘ والا کراماتی کیچڑی جنگجو ہو! سو مملکت خداداد پاکستان اس سے گزر رہی ہے۔ اگر قانون کی حکمرانی دیکھنی ہو تو راؤ انوار (نقیب اللہ قتل کیس) کو ملنے والی ضمانت بہت کافی ہے۔ ماورائے عدالت قتل کا مرکزی کردار، پولیس مقابلہ سپیشلسٹ رہا ہو گیا۔ اپنے کیریئر کے دوران 400 افراد کے قتل کا الزام ہے۔ تاہم چونکہ پردہ نشینوں کے نام کھلنے کا اندیشہ ہے سو قوم کے لیے خیریت اسی میں ہے کہ...... لب سی لو خاموش رہو! ’’کوئی ثبوت نہیں ہے‘‘ کا عذر موجود ہے۔ ثبوت جب چاہے ہوا ہو جائے۔ 13 جنوری تا وسط جولائی عوامی غیظ وغضب ٹھنڈا ہونے، اٹھنے والی تحریک دبانے، گلا گھونٹنے تک راؤ انوار سرکاری مہمان بنا رہا۔ اب یوں بھی دھیان بٹانے کو انتخابی گردوغبار اور ن لیگی بریکنگ نیوز جگہ لینے کو ہے تو موقع مناسب ہے کہ اسے منظر سے ہٹا دیا جائے۔ پرویز مشرف کی طرح باہر چلا جائے گا۔ ہاں البتہ اب نیا کراماتی سپیشلسٹ ڈھونڈنا پڑے گا۔

اسی دوران اسلام آباد ہائی کورٹ نے ایک نہایت اہم تاریخ ساز فیصلہ دیا ہے۔ 12 جولائی کو جسٹس اطہر من اللہ نے بھولے بسرے ہزاروں کی تعداد میں جبری اغوا شدگان میں سے ایک مقدمے پر 47 صفحات پر مشتمل فیصلہ لکھا ہے: ’’شہریوں کو اغوا کر کے نامعلوم مقامات پر محبوس کرنے والوں پر اینٹی ٹیررازم ایکٹ کے تحت فرد جرم عائد کی جاسکتی ہے۔‘‘ کورٹ نے خاندانوں پر گزرنے والی قیامتوں کو زبان دی ہے۔ ملک میں 17 سال سے بے دھڑک، بلا روک ٹوک جاری وساری ماورائے قانون، آئین، ماورائے عدالت شہریوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ رات کی تاریکی میں گھروں پر دھاوا بول کر دھونس دھمکی خوف اور جبر کی فضا میں شہری غائب کر دیئے جاتے ہیں۔ کوئی جرم بتایا نہیں جاتا۔ زمین کھا گئی آسمان نگل گیا۔ خبر نہیں ہوتی۔ دروازے تکتی مائیں سکتے کی مریض بن جاتی ہیں۔ ننھے بچے خاموش سناٹے میں باپوں کا انتظار کرتے نفسیاتی مریض ہو جاتے ہیں۔ ایسے خاندانوں کی (ان کہے جرم پر) مالی مدد کو از خود ٹیرر فنانسنگ کا خود ساختہ جرم بنا دیا جاتا ہے۔ احساس عدم تحفظ، سالہا سال غیر یقینی صورت حال سے دوچار، معاشی کسمپرسی میں مبتلا یہ خاندان ملک کے طول وعرض میں سوائے آہوں، کراہوں اور بددعاؤں کے کوئی راستہ نہیں پاتے۔ آئین سے ماوراء یہ عمل اٹھانے والوں کو بے محابہ بلکہ روک ٹوک، بلا خوف وخطر تشدد اور بالآخر قتل کی بھی کھلی چھٹی دیتا ہے۔ لاش تک کی خبر نہیں ملتی۔ جسٹس اطہر من اللہ کا دلیرانہ فیصلہ، طویل سناٹے میں حق کی ایک آواز اور گھپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن ہے۔ نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کے دوران ملک عزیز میں اس المیے پر صاد کیے رکھا۔ قوی ہاتھوں کو دہشت گردی کے نام پر مضبوط سے مضبوط تر کیا۔ لیکن بندگی میں میرا بھلا نہ ہوا، کی کیفیت سے دوچار اب وہ خود اسی گڑھے کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ آمنہ جنجوعہ قبیلے کی کس مپرسی اور لاچاری کا ذائقہ کتنا تلخ تر ہے شاید وہ اب بھی سمجھ نہ پائیں! جسٹس اطہر من اللہ نے تمام اداروں پر نام بنام اپنے عدم اطمینان اور ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ کورٹ نے اس مقدمے میں اغوا شدہ کے خاندان کو ماہانہ ایک لاکھ ساڑھے سترہ ہزار ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ریاستی اہلکاروں کو شہری کے تحفظ میں اپنے فرض کی ادائیگی میں

ناکامی پر ایک لاکھ فی کس جرمانہ عائد کیا ہے۔ جبکہ شالیمار پولیس سٹیشن انچارج کو 3 لاکھ جرمانہ ادا کرنے کو کہا ہے۔ یہ غیر معمولی جرأتمندانہ فیصلہ ہے۔ ورنہ نواز شریف خاندان پر قہر بن کر ٹوٹنے والے جناب جاوید اقبال، اغوا شدگان کو سالہا سال بہلاتے پھسلاتے، ہانڈی میں پانی اور پتھر ڈال کر چولہے پر چڑھائے دادرسی کی تسلیاں دیتے رہے۔ اب یہ تاریخ ساز فیصلہ دیا ہے تو اللہ کرے کہ یہ ہزاروں خاندانوں کے لیے انصاف کے دروازے کھولنے کا سامان کر دے۔ لاعلمی اور انتظار کے صحراؤں میں بھٹکتے ہزاروں بچوں کو ان کے باپ لوٹا دے۔

قوم بھی برابر کی ذمہ دار ہے، اس جرم میں شریک ہے اپنی خاموشی سے۔ امریکہ جیسے ملک میں مہاجرین کے بچوں کو خاندانوں سے جدا کرنے کے عمل پر پولیس کے سربراہوں نے کانگریس ممبران کے نام خط لکھ کر غیر ملکیوں کے حق کے لیے مؤثر آواز اٹھائی۔ ایک کافر ضمیر کا خانہ ابھی اتنا خالی نہ ہوا کہ وہ ظلم میں حصہ دار بنیں خاموش رہ کر، منہ پھیر کر، اپنی کھال بچاؤ، پیسہ بناؤ رویہ وہ بھی اپنا سکتے تھے! حتیٰ کہ خود ٹرمپ کی بیوی بھی اس ظلم پر بول اٹھی۔ گورا ہم سے بہتر ہے (کافر، منافق سے ایک درجہ بہتر ہوا کرتا ہے۔) ابوغریب میں مسلمانوں پر تشدد کے حربے اور ظلم کی تصاویر خود امریکیوں نے (ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے) جاری کیں۔ فلوجہ (عراق) پر فاسفورس کے استعمال پر بھی ان کے اندر سے بین الاقوامی قوانین شکنی پر امریکی بول اٹھے۔ ڈرون حملوں میں معصوم شہریوں کی ہلاکتوں پر بھی (ہم نہیں) خود انہی کے ڈرون آپریٹر چلا اٹھے۔ (ہمیں ڈالر ڈبو گئے) لے دے کر صرف ایک جنرل شاہد عزیز (ریٹائرڈ) نے خاموشی کا قفل توڑا۔ چیف جسٹس کی چہار جانب، ڈیم بنانے سے ہسپتالوں کے اندر تک کے نوٹس لینے کے ساتھ ادھر توجہ تک نہ کی۔ اتنے بڑے المیے پر توقعات بجا طور پر بہت سے تقاضے لئے ہوئے ہیں۔ اسلام آباد ہائی کورٹ سے جسٹس شوکت صدیقی نے نہایت اہم تقاضا اٹھا دیا تھا۔ عقیدہ کا باضابطہ اعلان، اقرار کرنا تاکہ بڑھتی پھیلتی مناصب پر بیٹھی قادیانیت کا دروازہ بند کیا جاسکے۔ لیکن اسے ذاتی معاملے کی آڑ میں اب اپیل دائر کر کے گول کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جھوٹے حلفوں کی بنیاد پر ملک کی شناخت پر یہ شب خون تشویش ناک ہے۔ دینی حلقے اس پر متوجہ رہیں۔

ہم کو اس شہر میں تعمیر کا سودا ہے جہاں
لوگ معمار کو چن دیتے ہیں دیوار کے ساتھ

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن مین روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

03 تا 05 اگست 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603045 ، 0300-9603577

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-(042)35473375

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

10 تا 12 اگست 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ عشاء)

ملتزم نظریاتی ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

1- جن رفقاء کو ملتزم تربیتی کورس مکمل کئے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، ان کی نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی۔

2- اس کورس سے جو ملتزم رفقاء گزریں گے ان کے ملتزم نصاب کا مطالعہ/ساعت مکمل متصور ہوگی۔

3- جو رفقاء اس کورس میں جزوی شرکت کریں گے وہ جس قدر نظریاتی ریفریشر کورس کے نصاب/موضوعات سے گزریں گے، اس کے بقدر ملتزم نصاب کے موضوعات کا مطالعہ/ساعت مکمل متصور ہوگی۔

4- اس کورس میں وہ ملتزم رفقاء بھی شامل ہوسکیں گے جنہوں نے ابھی ملتزم تربیتی کورس نہ کیا ہو۔ البتہ نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت رفیق کو ملتزم تربیتی کورس سے مستثنیٰ نہیں کرے گی اور ملتزم تربیتی کورس اسے بہرحال کرنا لازم ہوگا۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: مذکورہ بالا کورس ماہِ دسمبر 2018ء میں بھی ان شاءاللہ منعقد ہوگا۔ لہٰذا ملتزم رفقاء حسبِ سہولت شرکت کا اہتمام کریں۔

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-(042)35473375

ایمان اور قرآن

حافظ محمد مشتاق ربانی
hafizmushtaq76@yahoo.com

سیرت صحابہ کرامؓ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پہلے ایمان اور پھر قرآن سیکھا۔ عہد نبوی میں تو یہی ترتیب تھی کہ پہلے ایمان حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوتی تھی پھر قرآن سیکھا جاتا۔ ہماری حالت تو ایک روایتی مسلمان کی ہے۔ ہم نے مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولی ہے۔ اب ہمیں اپنے ایمان اور اسلام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایمان واسلام کے اجزاء وارکان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسلام پر استقامت اور ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ سب کچھ ایمان اور اسلام پر عمل کرنے سے ممکن ہوگا۔ اس کے لیے ہمیں قرآن مجید کی تلاوت اور اس سے تذکر حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

ایمان سیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عقیدہ کی اصلاح کریں اور وہ اصلاح بھی قرآن وسنت کے مطالعہ سے کریں۔ اب علوم میں اس قدر وسعت آچکی ہے کہ عام آدمی کنفیوژن کا شکار ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ قرآن حکیم کا زیادہ مطالعہ کیا جائے اور اس سے راہنمائی لی جائے تاکہ خیالات وتصورات درست رہ سکیں۔ اس وقت بہت زیادہ فکری انتشار ہے۔ ایمان اور اسلام کے بنیادی مباحث اوجھل ہو چکے ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ عقائد کے موضوع پر جو بنیادی لٹریچر ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔ عقیدہ کی اصلاح کے لیے ''عقیدہ طحاویہ'' ایک مختصر رسالہ (کتابچہ) ہے اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اس کتابچے کے مطابق جہاں بھی اپنے عقیدہ میں جھول پایا جائے اس کی اصلاح کی جائے۔ ابن تیمیہؒ کا ''عقیدہ واسطیہ'' بھی ایک عمدہ کتابچہ ہے۔ توحید کو سمجھنے کے لیے شاہ اسماعیل شہید کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ایک اہم تصنیف ہے۔ اس کے مطالعہ سے توحید کے بارے آگاہی ہوتی ہے اور شرک سے بے زاری ہوتی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبدالوہاب کی ''کتاب التوحید'' لائق توجہ ہے۔ اس کتاب میں توحید کے ابواب کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

توحید کو ہم عقیدہ کے طور پر تو جانتے ہیں لیکن توحید کے عملی پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا۔ اس پر مولانا مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریریں بہت مفید ہیں۔ ان حضرات نے توحید کا معاشی اور سیاسی پہلو بھی اجاگر کیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''توحید عملی'' انتہائی مفید تحریر ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے سورۃ الزمر کی روشنی میں عملی توحید کے مفید نکات بیان کیے ہیں۔ عقائد کی بحث پر مولانا مودودی کی کتاب ''دینیات'' انتہائی اہم ہے۔ اس کتاب کو عوامی شہرت حاصل ہوئی ہے۔

ہم تو سادہ مسلمان ہیں لیکن جن لوگوں نے جدید تعلیم حاصل کی ہے ان کے ذہن میں کائنات اور وجود باری تعالیٰ کے بارے طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کئی فکری الجھنیں ہیں جنھیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ جدید ذہن کو مدنظر رکھ کر مطالعہ کریں اور عقیدہ اور فکری سطح پر جو چیلنجز ہیں ان کا مقابلہ کریں۔ اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ جدید ذہن کو متاثر کرنے والے اشکالات کو حل کریں تاکہ جو سائنس کے طلبہ جامعات سے فارغ ہوتے ہیں ان کو مطمئن کیا جا سکے۔

الحمدللہ ہم مسلمان تو ہیں، لیکن غافل مسلمان ہیں۔ ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کو مزید بڑھانے اور اسلام پر جمے رہنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اگر ہمارا عقیدہ صحیح رہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا۔ سورۃ الحجرات کے دوسرے رکوع میں یہی بات بیان ہوئی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمہارے کسی عمل کو رائیگاں نہیں جانے دے گا، اس کا اجر عطا کرے گا۔ نیکی پر قائم رہنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم نیک صحبت اختیار کریں۔ بھلے لوگوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں۔ ان کے ساتھ میل جول رکھیں۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبہ: 119) ''سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔ غلط لوگوں سے بس اتنا واسطہ رکھیں کہ اصلاح مطلوب ہو۔ اگر ہم غلط لوگوں سے بالکل ناطہ توڑ لیں تو ان کی اصلاح کا عمل کیسے آگے بڑھے گا اور انہیں پیغام الٰہی کیسے پہنچایا جائے گا؟ قرآن مجید میں جو بیان ہوا ہے: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ﴾ (البقرۃ: 6) ایسا نہیں ہے کہ اس فرمان الٰہی کے بعد رسول رحمت ﷺ نے ان کو انذار کرنا چھوڑ دیا ہو۔ آپؐ کفر وشرک پر قائم رہنے والوں کو برابر سمجھاتے رہے۔

ان چند سطور کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے ایمان کو پختہ رکھیں۔ شکوک وشبہات سے بچیں۔ دین اسلام پر عمل کریں اور رسول محتشم ﷺ کی اطاعت واتباع کریں اور حُبِ رسول ﷺ کی دولت سے سرشار ہوں۔ ہمارے ایمان کو پختہ کرنے کا اہم ذریعہ یہ ہے کہ قرآن مجید سے تعلق استوار کریں۔ اسے سمجھیں اور دوسروں کو بتائیں۔ اب یہ بحث کہ پہلے ایمان سیکھا جائے یا قرآن۔ اس مکالمہ کی بجائے کام کی بات یہی ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے ایمان کو پختہ کرنا چاہیے۔ ایمان کو پختہ کرنے کا ایک اہم ذریعہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت اور تفہیم ہے۔

❀❀❀

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے رفیق محترم جاوید اشرف وفات پاگئے

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیفنس کے ملتزم رفیق جناب سیف الرحمٰن وفات پاگئے

☆ عارف والا کے رفیق تنظیم محترم بشیر احمد طاہر وفات پاگئے

☆ سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق شاہ اسلم مہدی فاروقی کی والدہ وفات پاگئیں

☆ سرگودھا غربی کے ملتزم رفیق مقبول حسین کے چچا وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

شعورِ دین کورس کا پیغام ...... ماؤں کے نام

ہم اپنے بچوں کے وقت کو کیسے قیمتی بنائیں؟

زوجہ رضاء الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عصرِ حاضر کے مشینی دور میں جہاں بچوں کے سکول اور اس سے متعلقہ تعلیمی مصروفیات نے ہمیں سارا سال مخبوط الحواس بنائے رکھا ہوتا ہے، ایسے میں گرمیوں کی تعطیلات کو مائیں ان کی تربیت کے حوالے سے غنیمت جانیں۔ بالخصوص بچوں کی انفرادی اصلاح، گھر کے ماحول کی بہتری اور بچوں کی تربیت اور کردار سازی کے حوالے سے شعوری طور پر سوچنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مصروفیت سے قبل فرصت کو غنیمت جاننے کے حوالے سے فرمانِ نبوی ﷺ کا اتباع بھی ہوگا اور افرادِ خانہ کی اصلاح کا موقع بھی میسر ہو جائے گا۔ سو ان قیمتی مواقع کو ضائع ہونے سے بچانے میں چند عملی اقدامات مدد معاون ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

1۔ پہلا مرحلہ شب و روز کے لیے نظام الاوقات کا تعین ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق صبح کے اوقات میں برکت ہے تو بچوں کے دن کا آغاز فجر سے کریں۔ تعطیلات میں رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سوئے رہنا معمول ہے۔ جو خلافِ سنت بھی ہے اور خلافِ فطرت بھی۔ اس حوالے سے بچوں کی عمر اور مصروفیات مدنظر رکھ کر ان سے مشاورت کر کے دن کے اوقاتِ کار کا سود مند دینی نظام العمل طے کریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ والدین خود عملی نمونہ بنیں۔ فجر کی نماز کے لیے اٹھنے پر بچوں کو انعام بھی دیا جا سکتا ہے۔ نماز کے بعد اجتماعی مطالعہ کی ایک مختصر نشست کا اہتمام اور اس پر مداومت بچوں کی دور رس تربیت اور ذہنی غذا کے لیے نتیجہ خیز ہوگی۔ عملی رہنمائی کے طور پر مختصر سورتوں/احادیث کا حفظ، روزمرہ دعائیں، نماز اور اس کا ترجمہ وغیرہ تھوڑا تھوڑا کر کے یاد کرایا جا سکتا ہے۔

ان امور سے فارغ ہو کر بچوں سے ''آج کے دن ہم مل کر کیا کریں'' کے تحت ہلکی پھلکی صحت مند گفتگو کریں کہ جس میں فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق ''جس کا آج اس کے کل سے بہتر نہیں وہ تباہ ہوگیا'' کی روشنی میں اپنے آج کو بہتر بنانے کے لیے گزشتہ کل کا احتساب بھی ہوگا۔ نیز بچوں میں اپنا جائزہ لینے اور مشورہ دینے اور قبول کرنے کی تربیت بھی ہوگی۔

2۔ تعطیلات میں سب اہل خانہ ایک ساتھ ناشتہ اور دونوں وقت کا کھانا کھائیں۔ اس سے باہمی محبت کی فضا بڑھے گی نیز گھر میں اور رزق میں برکت بھی ہوگی۔ یہ حقیقت عام مشاہدہ میں ہے کہ مائیں اکثر کارٹون یا پھر ٹی وی پروگرام کے سامنے بچوں کو بٹھا کر کھلاتی ہیں کہ بچے اس طرح زیادہ شوق سے کھانا کھاتے ہیں۔ یاد رکھیں! یہ عادت بچوں کی غفلت میں اضافہ کا موجب بھی بن رہی ہے اور اسباب برکت سے محرومی کا بھی...... بہتر ہے کہ کھانے کے اوقات میں موبائل رفون Silent پہ رکھیں اور ٹی وی رکمپیوٹر رلیپ ٹاپ بند!! اسے گھر کا ایک اہم Rule بنا دیں۔

3۔ فرصت کے ان لمحات کو محض ٹی وی، موبائل، کمپیوٹر کی نذر نہ ہونے دیں بلکہ ان تعطیلات میں ان ابلیسی آلات سے جان چھڑانے کے لیے انہیں متبادل مصروفیات اور مشاغل دیں۔ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں دیں۔ اپنی چیزیں سمیٹنا، گھر کے کام کاج میں مدد، بزرگوں کے پاس بیٹھنا، ان کے ساتھ کھیلنا، گھر کے لان، کیاری یا کسی گملے میں پودا لگوانا وغیرہ ایسی بہت سی مصروفیات ان کی ذہنی اور جسمانی نشوونما میں مددگار ثابت ہوں گی۔

4۔ بچوں میں ذوقِ مطالعہ کو پروان چڑھائیں: ان کو ساتھ لے جا کر معیاری کتب خریدیں، ہر روز ایک کہانی سنانے یا سننے کا اہتمام ضرور کریں۔ جنوں، بھوتوں یا مافوق الفطرت موضوعات پر کہانیوں کی بجائے قصص الانبیاء، سیرتِ نبی ﷺ، سیرت صحابہ وصحابیات ؓ سے واقعات کا اہتمام ان کی کردار سازی میں بہت اہم کردار ادا کرے گا۔ ان برگزیدہ ہستیوں کو رول ماڈل بنا کر ان کی زندگیوں کے خدوخال اپنے بچوں سے گفتگو میں، کھانے پر اٹھتے بیٹھتے، کھیلتے ان کے اندر شعوری طور پر اتارتی رہیں۔ اللہ کی طرف سے ان ہستیوں پر انعامات، محبت کے مظاہر، نیکی کے کاموں پہ اجر اور اس کی فضیلت بتدریج ان کے ذہنوں میں ڈالتے رہیں۔

5۔ بچوں کے مابین لڑائی جھگڑے میں تحمل، حکمت، عدل کے ساتھ فیصلہ اور صلح کرانا یہ عمل بظاہر Irritating ہے، لیکن یقین جانیں یہ تربیت کا وہ بہترین موقع ہے جس کے ذریعہ بہن بھائیوں اور دیگر اہل خانہ کا تعلق ٹھوس بنیادوں پر استوار ہوگا۔ درگزر، برداشت، معاف کر دینا وغیرہ اعلیٰ ظرفی اور احسان کے یہ دینی مظاہر آج کے خاندانی اقدار و روایات سے عنقا ہو کر رشتوں میں دوریوں کا سبب بن رہے ہیں۔ ان احساسات کے بیجوں کو اس نسل میں بونے اور پروان چڑھانے کے مواقع ضائع نہ کریں۔ صاحبِ فراست مومنہ ماں تربیت کے کسی موقع کو معمولی نہیں جانتی۔

6۔ لڑکوں کی باجماعت نماز کی عادت پختہ کروائیے۔ نوعمر بچوں کو نماز کے وقت اپنے ساتھ کھڑا کریں۔ ان کو باوضو رہنے کی عادت کی تربیت بھی کریں۔

جمعۃ المبارک کو ہفتہ کے تمام دنوں میں خصوصی دن کے طور پر اہتمام سے گزاریں۔ گھر کے بڑے افراد سورۃ الکہف کی تلاوت لازماً کریں۔ نیز کم عمر بچوں کو کم از کم ابتدائی 10 آیات حفظ کرا دیں۔ اگر بچوں کو پڑھانے کے لیے قاری صاحب یا قاریہ صاحبہ آتی ہیں تو ان سے خصوصی درخواست کریں کہ مختصر سورتوں، اذکار، دعاؤں کے ساتھ یہ بھی حفظ کرا دیں۔ دجالی فتنوں سے آئندہ نسلوں کو محفوظ کرنے کی یہ ابتدائی تربیت ہوگی۔ جمعہ کے روز طہارت و غسل اور تیاری کے تمام مسنون آداب معمول بنا لیں۔

8۔ آج کے دور میں ہر کوئی اپنی دنیا میں مگن ہے۔ یہ بے گانگی باہمی اخوت کو مسلسل کاٹ رہی ہے۔ بچوں کو تحفے تحائف دینے، سلام میں پہل کرنے، بزرگوں، ملازمین، اعزہ و اقرباء نیز ہمسایوں کے ساتھ ملنے جلنے کا عادی بنائیں۔ بلکہ رمضان المبارک میں بچوں کے ہاتھ ہمسایوں کے گھر افطاری بھجوائیں۔ غرباء و نادار ضرورت

مندوں کو صدقہ وخیرات دینے کو رواج دیں۔ اس سلسلے میں Charity box بنا کر رکھیں جس میں بچے اپنی Pocket money (جیب خرچ) سے کچھ نہ کچھ ڈالتے رہیں۔

9۔ بچوں کے ساتھ ان کی ذہنی سطح پر آ کر کھیل میں شامل ہونے، ان کی باتوں کو توجہ اور دلچسپی سے سننا بچوں کے مابین صحت مند مسابقت وغیرہ کھیل ہی کھیل میں بچوں کی جذباتی تربیت کے ساتھ ساتھ کئی رویوں کی رہنمائی ہوگی۔

10۔ بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق، کھیل کود، لاڈ پیار میں حد اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ یاد رکھیں! حد سے بڑھا مذاق آپ کا رعب ان کے دل سے ختم کر دے گا۔

☆ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ بچوں کی غیر ضروری خواہشات پوری کرنے سے اجتناب کریں۔ جس بات پر یا جس چیز کی خریداری پر والدین میں سے کوئی ایک اگر ''نہیں'' کہتا ہے تو اسے ''نہیں'' رکھیں۔ اس سے بچوں کو No سننے کی عادت پڑے گی۔ آج ہم نے بچوں کی ہر خواہش پوری کرتے کرتے انہیں Impulsive Buyers بنا دیا ہے۔ ان کے اندر سے مادی چیزوں کی خواہش کو حکمت سے کم کریں۔ اس سلسلے میں ضروری ہے کہ بچوں کو کم سے کم بازار بھیجنے کا عادی بنائیں۔

اہم نوٹ

1۔ گھر سے قریبی مدرسہ، مسجد، اکیڈمی میں جہاں دینی تربیت کا اہتمام ہو، بچوں کو وہاں ضرور بھجوائیں۔ دینی مزاج اپنانے میں صحبت جلد اثر انداز ہوتی ہے۔ عمومی زندگی سے لے کر خصوصی دینی مجالس تک سب پر اللہ کا رنگ غالب ہو تو بچوں پر بھی ان شاء اللہ یہی صبغۃ اللہ غالب ہوگا۔

2۔ جس گھر میں ماں باوضو ہو کر سیرتِ فاطمہؓ کی طرح کھانا بناتی ہے اور تمام امور خانہ داری ادا کرتی ہے وہاں یقیناً اولاد بھی پاکیزہ طریقے سے نشوونما پاتی ہے۔

3۔ بچوں کے اخلاق پر خصوصی توجہ دیں۔ ان کی گفتگو ہو یا لباس سب حیا دار رہے۔ نوعمر بچوں کو بھی غیر ساتر لباس نہ پہننے دیں۔ ان کی وارڈ روب بڑھانے کی بجائے اخلاق بڑھانے پہ توجہ دیں۔ لڑکیوں میں خصوصاً ''صالحات قانتات'' کی روح پیدا کریں۔

4۔ ایک بات کا خاص خیال رہے کہ نبی کریم ﷺ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جو ثابت قدمی سے مسلسل کیا جائے لہٰذا فرصت کے لمحات اور تعطیلات کے لیے جو نظام الاوقات اور تربیتی امور طے کریں انہیں باقاعدگی سے انجام دیں اور چھٹیوں کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں تب ہی موثر اور نتیجہ خیز تربیت ممکن ہوگی۔

اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد، استقامت اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام کریں۔

خلوص نیت، مستحکم ارادے، سچے ایمان اور سحر گاہی کے ساتھ مسلمان نسل کی حفاظت کے لیے باری تعالیٰ کے آگے گڑگڑائیں کہ ہمارے بچے واقعتاً ''متقین کے امام'' بن جائیں۔

اگر والدین کی نگرانی اور توجہ سے شعور دین کورس، ہفتہ وار تربیت کا عمل تسلسل سے آگے بڑھتا رہا تو ہم اور آپ مل کر اللہ کی توفیق سے بچوں کا قبلہ درست کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾﴾ (البقرہ)

''اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے۔ یقیناً تو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔''

جس طرح رفیقاتِ تنظیم اسلامی کی دینی واخلاقی تربیت کے لیے نصاب وضع کیا گیا ہے، اسی طرح گھروں میں بچوں کی دینی تربیت واصلاح کے پیش نظر بچوں کے لیے بھی خصوصی نصاب مرتب کیا گیا ہے۔

ماؤں سے گزارش ہے کہ اسے اولین ترجیح جانتے ہوئے اپنے وضع کردہ دائرہ کار میں اس کی تدریس ضرور کریں۔ کم پڑھی لکھی خواتین بھی اسے آسانی پڑھا سکتی ہیں۔

❀❀❀

- قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
- قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
- عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
- حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانئ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 50روپے ☆ (اشاعت عام) 35روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے'ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون 03-35869501
maktaba@tanzeem.org

ایمان کی لذت

سعدیہ انعم

عقل وشعور جس کی بنا پر انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا یہی عقل ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس دنیا میں کیوں بھیجے گئے ہیں؟ اور ہمارا مقصد حیات کیا ہے؟ بے شک اسلام کا حقیقی تصور عبادت و بندگی ہے۔ عبادت سے مراد خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ رب العزت کی تعظیم کرتے ہوئے اس کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ہے۔ یوں تو فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں مگر نفس کے ہوتے ہوئے نفس کو مار کر لگام لگا کر اللہ کے حضور جھکنے کا لطف ہی الگ ہے اور یہ لطف ملائک کے حصے میں نہ آیا بلکہ انسان جسے خلیفہ بنایا گیا نفس سے نوازا گیا۔ اہل نفس ہونے کی بنا پر اسے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کے اختیار کرنے والے کے لئے بے پناہ اجر وثواب کی نوید بھی سنائی گئی۔ اگر تقویٰ کو عبادت کا حسن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

تقویٰ کیا ہے؟ اگر آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تو انسان کا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی سے باز رکھنا تقویٰ ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر اس عمل سے خود کو روکنا جسے اللہ نے ناپسند فرمایا وہ تقویٰ کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ (سورۃ الحشر)

سورۃ الطلاق میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے لئے راستہ پیدا کردے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ تقویٰ اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے ظاہر اور باطن میں تضاد نہ ہو۔

عبادت میں اخلاص سے مراد کسی کے اعمال کا ہر طرح کی آمیزش اور ملاوٹ سے پاک ہونا ہے اخلاص کے بغیر عبادت بے جان ہے۔ اخلاص کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نام کی نسبت سے ایک پوری سورت سورۃ اخلاص کا نزول فرمایا جس سے اخلاص کا واضح ایک مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرا کر ملاوٹ نہ کرو۔ اسی طرح سورہ الزمر میں بھی اللہ نے اپنے نبی کی مبارک زبان سے اپنا کلام پڑھواتے ہوئے ہمیں پیغام پہنچایا۔ خدا کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک سے) خالص کرکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

خلوص دل سے سجدہ ہو تو اس سجدے کا کیا کہنا
وہیں کعبہ سرک آیا جبیں ہم نے جہاں رکھ دی

اخلاص کا تعلق عقیدے سے ہے اور عقیدہ دل کی نیت کا آئینہ ہوتا ہے۔ جو انسان کی نیت کی عکاسی کرتا ہے۔ خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرنا ہی دراصل اخلاص کے ساتھ عبادت کرنا ہے۔ جہاں تقویٰ بندگی کو حسن سے نوازتا ہے وہیں عبادت کی لذت خشیت الٰہی سے ہے۔ یہ وہ لذت ہے جس کا مزہ موت کا مزہ چکھنے سے قبل ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس کا لطف تو جنت میں بھی نصیب نہ ہوگا کیونکہ بہشت میں نہ کسی عذاب کا خوف ہوگا نہ کسی جہنم کا ڈر۔ جنتی ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوگا۔

خشیت خوف کو کہتے ہیں اور خشیت الٰہی سے مراد اللہ کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر انسان کے دل میں ایک طرف خلوص کا بیج بوتا ہے تو دوسری طرف اسی بیج سے تقویٰ کے شجر کی نشوونما بھی کرتا ہے۔ خشیت الٰہی میں بے شک دل سے گناہوں کے میل کو دھو ڈالتے ہیں۔ خلوت میں کی گئی وہ توبہ جس میں انسان اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کی طرف لوٹ آئے جس میں خوف الٰہی کے باعث انسان آئندہ گناہوں سے کنارہ کشی کرنے کی نیت کر لے ایسی توبہ عبادت کا ایک خاص درجہ رکھتی ہے۔

اللہ کو ایسی توبہ بہت پسند ہے جس طرح دعا ایک عبادت ہے بالکل اسی طرح توبہ بھی ایک عبادت ہے۔ ایسی توبہ جس کی کونپلیں خشیت الٰہی کے بیج سے پھوٹتی ہوں، انسان کی تقدیر کا پانسہ پلٹ سکتی ہیں کیونکہ اللہ نیت، فریاد، دعا اور اعمال کو دیکھتے ہوئے بھی انسان کی تقدیر بدلنے پر قادر ہے۔ جس انسان کو ہمیشہ یہ خوف رہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے وہ خود کو گناہوں سے بچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور یہی تو متقین کی نشانی ہے کہ وہ خود کو شر سے بچانے کے کوششوں میں لگا رہتا ہے اور یہی مسلسل کوششیں وہ گرہیں ہوتی ہیں جن سے نفس کو لگام ڈالی جاتی ہے اور بے شک اہل تقویٰ کا نفس بے لگام نہیں ہوتا کہ فوراً سے شیطان کے بہکاوے میں آ جائے۔ ابلیس خبیث کو بھی اس پر اچھی خاصی محنت کرنی پڑتی ہے۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ انسان اپنی عبادت کو کس طرح خالص بنا سکتا ہے؟ کیسے وہ ایمان کی لذت (حلاوت) کا مزہ چکھ سکتا ہے اور کیسے وہ اپنے نفس کو اللہ کے غضب سے ڈرا کر جہاد کر سکتا ہے۔ خلوص سے کی گئی عبادت کی پہلی سیڑھی نیت ہے اور اگر انسان کی نیت ہدایت کے راستے پر چلنے کی ہو۔ اگر کسی بندے کا ارادہ اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ اگر کسی مسلمان کی جستجو اللہ کا قرب ہو، تو اللہ رب العزت اس پر اپنی رحمتوں کا خاص نزول فرماتا ہے۔ اور اسے ان لوگوں میں چن لیتا ہے جن کی روحیں اس کے ذکر سے سانس لیتی ہیں جن کے اعضا گناہوں کا ارتکاب کرنے سے لرزتے ہیں اور جو اللہ کی ذرا سی ناراضگی سے مضطرب اور بے چین ہو جاتے ہیں پھر اگر ندامت کا ایک بھی آنسو اللہ کی رضا کے حصول کے لیے دل کی کسی گہرائی سے توبہ کی دستک بن کر باہر نکل آتا ہے تو عرش ہلا دیتا ہے اور پھر اللہ اپنی رحمت کے تمام دروازے اپنے اس بندے کے لیے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے مانگ جو مانگنا ہے کہ مجھے حیا آتی ہے اس بندے کو خالی ہاتھ لوٹاتے کہ جو مجھ پر توکل کر کے میرے پاس کچھ لینے آیا ہو اور میں اسے لوٹا دوں۔ عبادت میں اخلاص مومن ہونے کی نشانی ہے جبکہ عبادت میں تقویٰ اور خشیت الٰہی بندے کی اللہ سے محبت کے خاص وہ آئینے ہیں جن میں بندے کی روح کی پاکی اور ریاء سے پاک ہر عمل کی شبیہہ واضح دکھائی دیتی ہے۔ اللہ کو ہماری بے پناہ عبادتوں کی ضرورت نہیں۔ اسے بھلا ضرورت ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ ضرورت تو ہماری ذات سے جڑی ہے۔

اللہ کو اپنے وہ بندے بہت پسند ہیں جو خود کو اس کی نافرمانیوں سے روک کر اپنی بے جا خواہشات کا گلہ گھونٹ کے اس کی رضا میں اپنا سکون ڈھونڈتے ہیں۔ جو کبھی اس کے خوف سے تو کبھی اس کی محبت میں اس کے سامنے جھکتے ہیں، روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے نکلتے خلوص کے موتی ان کی محبت کا ثبوت دیتے ہیں اور بیشک یہی عبادت بہترین اور حقیقی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ دل کی غلاظت کو دھونا ہے تو خشیت الٰہی سے دھو۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر کوئی شخص اتنا روئے کہ پانی آنکھ کے اندر ہو اور اس کی مقدار مکھی کے سر کے برابر ہو تو اس کو بھی جہنم کی قید سے آزاد کر دیا جائے گا۔ مسلمانو! ڈرو اللہ سے کیونکہ جو اس ایک (اللہ) سے نہیں ڈرتا وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے اور جو صرف اللہ سے ڈرتا ہے وہ پھر کسی سے نہیں ڈرتا۔

Trump Turns to Gaza as Middle East "Deal of the Century" Collapses

Views from Abroad

The Trump administration's "Deal of the Century" for the Palestine-Israel has, predictably, gone over like a lead balloon. So it's shifting gears. The Washington Post reports, "With President Trump's promised Middle East peace plan stalled, administration officials are focusing on improving conditions in the impoverished Gaza Strip — a move that could put political pressure on Palestinian leaders to come to the negotiating table."

Don't hold your breath.

The "Deal of the Century" was dead on arrival because it was based on the idea that Saudi Arabia and Egypt would "deliver the Palestinians" on the cheap in return for a more formal Saudi-Egyptian-Israeli-US alliance against "regional foes". The Palestinians were expected to be satisfied with economic-development aid while their aspirations for their own state were essentially tabled, that is, confined to the rubbish bin.

Unsurprisingly, as elements of the deal got around, the demoralized Palestinians were underwhelmed. They already had lost confidence in President Mahmoud Abbas and his Palestinian Authority, which under the Oslo Accords had become Israel's subcontractor for suppressing the occupation resistance. Nor had the Palestinians forgotten how Abbas and his negotiators tried, unsuccessfully, to compromise to an extent that would have destroyed any prospect of a viable independent Palestinian state. This was revealed by the leak of the Palestine Papers, more than 1,600 secret documents, memos, transcripts, and maps from private Palestine-Israel-US talks held over a decade (1999-2010). The release by Al Jazeera TV and the Guardian in 2011 demonstrated the Palestinian officials' willingness to give Israelis stunning concessions on virtually every major issue while asking little in return, including accepting illegal West Bank and East Jerusalem settlements (with minor land swaps), ceding sovereignty over a vast swath of East Jerusalem, forgoing control of the Muslim holy site Haram al-Sharif to a multiparty committee, and relinquishing the right of return for all but a token few of the millions of refugees created by Israel's officially unacknowledged ethnic cleansing of Palestinians in 1948 and 1967. The Palestinian delegation also said the refugees would not be allowed to vote on the eventual settlement proposal, and it made no objection to Israelis description of their country as the Jewish State, despite the fact that 20 percent of the population is Arab Muslim and Christian.

The Israeli side insisted on its own land swaps: Jewish settlement blocs in the West Bank in exchange for Palestinian villages that straddle the pre-1967 border, or Green Line. This

would take Israeli citizenship from Palestinians on the Israeli side of the line without their individual consent and make Israel a purer Jewish state. (Under the status quo, Israel directly controls over 60 percent of the West Bank, so-called Area C. What's left to the Palestinians is an archipelago of towns separated by Israel-controlled territory.)

Since the world to that point had not been told about this Palestinian "generosity" (more accurately the sell-out of Palestinians) or Israel's "rejectionism" (more accurately, Israel's recalcitrance) the revelations came as a shock, especially to the long-suffering victims of the Zionist Occupation. The eagerness to compromise also gave the lie, as many independent analysts point out, to Israel's chronic complaint that it has "no Palestinian partner for peace." It could hardly have dreamed of a more obsequious partner.

So in light of this record and with the Trump initiative "stalled," a new strategy is shaping up, focused on the "humanitarian crisis" in Gaza. It's an act of misdirection. Gaza's desperate situation could be addressed as part of an overall resolution, but that's not to be the case.

It is no secret that consecutive U.S. administrations have viewed Gaza with blinders on. Gaza is inhabited by, among others, Palestinians driven from their villages as Israeli military forces cleared the land of Arabs for the newly proclaimed Jewish state in 1948. (Since the removal of Palestinians was started and halfway accomplished before the Jewish state of Israel declared its own existence in May 1948, it's appropriate to say the removal was begun by Jewish or Zionist terrorist gangs. What has been aptly called ethnic cleansing was not just physical; it was cultural and historical as well. Nearly 500 Palestinian villages were eliminated, wiped from the map, and replaced by Jewish towns with new names.)

All in all, every new policy unveiled by President Trump is an effort to further the Zionists agenda of a "Greater Israel" and has nothing to do with the rights or the plight of the Palestinians.

<u>Source</u>: ***adapted from an article published in CounterPunch***

دعائے صحت کی اپیل

☆ امیر حلقہ جنوبی پنجاب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کے والد محترم شدید بیمار ہیں

☆ بہاولپور تنظیم کے ملتزم رفیق مقصود احمد کے بھائی قومے کی حالت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ خاتون، عمر 42 سال، (ہمراہ 13 سال کی بیٹی) کے لیے برسرروزگار، دین دار صاحب کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-4275918

☆ اسلام آباد میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی (کنواری)، عمر 31 سال، تعلیم ایم ایس سی، بی ایڈ، قد 5.5، برسرروزگار، صوم وصلوٰۃ وحجاب کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-5159727

☆ ملتان کینٹ کے رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم میٹرک کے لیے برسرروزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0304-7188535

☆ ملتان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم بی اے کے لیے دینی مزاج اور پردے کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (صرف کراچی کے رہائشی رابطہ کریں) برائے رابطہ: 0304-7188535

☆ لاہور میں رہائش پذیر قریشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 36 سال، تعلیم بی اے، دراز قد کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-8496845

☆ لاہور میں رہائش پذیر انصاری (پنجابی) فیملی کو اپنے حافظ قرآن بیٹے، عمر 26 سال، ڈاکٹر MBBS برسرروزگار، قد "5'.7 کے لیے دینی مزاج کی حامل (عمر 19 تا 23 سال) ماسٹر/گریجوئٹ خوبصورت پابند صوم وصلوۃ وحجاب، گھریلو امور میں ماہر کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0333-7773426

VOL : 27 **Regd. C.P.L NO. 114** No.29

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore